SINCE: 2001 WITH POSITIVE VALUES
TAMIR -E- SIASAT تعمیر سیاست

Editor in chief :Quazi Makhdoom 9270574444 Tameerurdu@gmail.com ایڈیٹران چیف:قاضی مخدوم

RNI.NO.MAHURD/2017/72712 / Vol:08 / Issue : 78 Saturday 21th March 2026 / Rs.2 / Pages: 4 / www.dailytameer.com / جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۷۸، مورخہ ۲۱؍مارچ ۲۰۲۶ء، بروز سنیچر، یکم شوال ۱۴۴۷ھ، قیمت ۲؍روپے، صفحات:۴

ہائی کورٹ نے ایف آئی آر منسوخ کرنے کے بجائے، ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والے محمد دیپک پر بولنے کی پابندی لگادی

اتراکھنڈ:(ایجنسی) نفرت کے خلاف بات کرنے والے محمد دیپک کو اب اتراکھنڈ ہائی کورٹ نے سوشل میڈیا پر "آواز" اٹھانے سے روک دیا ہے۔ دیپک نے اپنے خلاف درج ایف آئی آر کو منسوخ کرنے کے لیے ہائی کورٹ سے رجوع کیا تھا۔

عدالت نے اسے راحت دینے کے بجائے اس کی سرزنش کی اور درحقیقت ان کے خلاف ایک طرح سے "گیگ آرڈر" پاس کر دیا - وہ بھی اس کام کے لئے کہ انہوں نے ایک بزرگ مسلمان دکاندار کو دھمکا رہے لوگوں سے بچایا تھا جو بجرنگ دل کے رکن تھے۔ یہ واقعہ 26 جنوری کو کوٹ دوار میں پیش آیا۔ بجرنگ دل کے کچھ ممبران مبینہ طور پر ایک مسلمان دکاندار وکیل احمد کو ان کی دکان کے نام سے لفظ "بابا" ہٹانے کی دھمکی دے رہے تھے۔ دیپک کمار نے دکاندار کا ساتھ دیا۔ جب ان میں سے ایک نے ان کا نام پوچھا تو دیپک نے اپنی شناخت "محمد دیپک" کے طور پر کی اور بجرنگ دل کے اراکین کا سامنا کیا۔ یہ ویڈیو وائرل ہوگیا، جس نے دیپک کو سوشل میڈیا پر کافی حمایت حاصل کی۔ تاہم، بعد میں اس کے خلاف بھی شکایت درج کرائی گئی، اور ایف آئی آر درج کی گئی۔

محمد دیپک پر الزامات؟: ایف آئی آر میں دیپک پر فساد بھڑکانے، چوٹ پہنچانے اور امن کو خراب کرنے کی کوشش کا الزام لگایا گیا ہے۔ دیپک نے ایف آئی آر کو منسوخ کرنے کے لیے ہائی کورٹ میں عرضی دائر کی۔ اس واقعے کے بعد دیپک کی مشکلات میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اب اتراکھنڈ ہائی کورٹ سے بھی مایوسی ہوئی ہے۔ عدالت نے جم کے مالک محمد دیپک کے خلاف درج ایف آئی آر کو خارج کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بجائے، عدالت نے انہیں کیس کے حوالے سے سوشل میڈیا پر تبصرہ کرنے یا ویڈیو پوسٹ کرنے سے روک دیا۔ یہ فیصلہ جمعہ کو آیا، جب جسٹس راکیش تھپلیال کی سنگل بنچ نے کیس کی سماعت کی۔ عدالت کی سوشل میڈیا پوسٹس پر پابندی کیوں؟: بار اینڈ بنچ کی رپورٹ کے مطابق، عدالت نے دیپک کی درخواست مسترد کرتے ہوئے کہا کہ تحقیقات جاری ہیں اور سوشل میڈیا پر تبصرہ کرنے سے تحقیقات کو خطرہ ہوگا۔ جسٹس تھپلیال نے کہا، آپ کو تحقیقات میں تعاون کرنا چاہیے اور سوشل میڈیا پر غیر ضروری تبصرے کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ آپ اس ملک کے شہری ہیں، آپ کو قانون کی پاسداری کرنی چاہیے۔ یقین رکھیں کہ تحقیقات غیر جانبدارانہ اور شفاف طریقے سے کی جائیں گی۔" عدالت نے ریاستی پولیس کے اس دعوے کو نوٹ کیا کہ دیپک تحقیقات میں تعاون نہیں کر رہا تھا بلکہ سوشل میڈیا پر مصروف تھا۔ عدالت نے واضح طور پر کہا، سوشل میڈیا پر پیغامات یا ویڈیوز بھیجنے سے تحقیقات خطرے میں پڑ جائیں گی، ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔"

خفیہ کیمرے، 58 خواتین، ناسک کا پاکھنڈی نجومی عصمت دری کیس میں گرفتار، فارم ہاؤس میں چونکا دینے والے راز کا انکشاف

ناسک:(ایجنسی) ناسک سے تعلق رکھنے والے نجومی اشوک کھرات، جسے "کیپٹن" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، کی عصمت دری کیس میں گرفتاری نے مہاراشٹر میں سیاسی ہلچل مچادی ہے۔ کھرات مہاراشٹر کے کئی سیاست دانوں کے قریب بتائے جاتے ہیں۔ ان کی کئی بھارتی سیاستدانوں کے ساتھ تصاویر اور ویڈیوز سوشل میڈیا پر وائرل ہو رہی ہیں۔ اس دوران اشوک کھرات کے فارم ہاؤس سے سامنے آنے والی معلومات چونکا دینے والی ہیں۔ یہ نجومی جو اکثر اہم سیاستدانوں کے ساتھ نظر آتا ہے، نے اپنے فارم ہاؤس پر خفیہ کیمرے لگا رکھے تھے۔ اشوک کھرات کو ایک 35

سالہ خاتون کی شکایت کی بنیاد پر گرفتار کیا گیا تھا۔ دفتر میں خفیہ طور پر کیمرے لگائے گئے تھے۔ پولیس کی کارروائی کے بعد دفتر فی الحال بند ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ دفتر میں خفیہ طور پر سی سی ٹی وی کیمرے لگائے گئے تھے۔ پولیس نے ایک پین ڈرائیو پر کئی مجرمانہ ویڈیوز برآمد کیں۔ بتایا جا رہا ہے کہ یہ تمام ویڈیو اسی دفتر میں ریکارڈ کیے گئے تھے۔ دہلی سے لے کر مقامی سطح تک سرکردہ سیاسی رہنماؤں کے ساتھ خراٹ کے رابطوں کے بارے میں بھی معلومات سامنے آ رہی ہیں۔ متاثرہ کا الزام، انوشٹھان کے بہانے نشہ پلا کر ریپ کیا۔ متاثرہ لڑکی کا الزام ہے کہ 67 سالہ نجومی نے اسے مذہبی رسم ادا کرنے کی آڑ میں نشہ دیا اسے ہپناٹائز کیا اور اس کی استھا کا استحصال کرتے ہوئے اس کے ساتھ جنسی زیادتی کی۔ پولیس کی تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جنسی زیادتی صرف ایک خاتون تک محدود نہیں تھی۔ پولیس ایف آئی آر کے مطابق، کھرات، جو خود کو "کیپٹن" کہتا ہے کیونکہ وہ ایک ریٹائرڈ مرچنٹ نیوی آفیسر ہے، خواتین کو ان کے ذاتی مسائل کے حل کے وعدے کے ساتھ اپنے دفتر میں لاتا پہلے خواتین کو ورغلاتا پھر ڈرا دھمکا کر ان کی عصمت دری کرتا۔ پولیس نے کہا کہ ایک بار وہاں پہنچ کر وہ ان کو نشہ دے کر ہپناٹائز کرتا تھا۔ پولیس نے مزید بتایا کہ پھر وہ خواتین کو ڈرا دھمکا کر ان کی عصمت دری کرے گا، خاص طور پر ان کے شوہروں کو قتل کرنے کی دھمکی دے کر یا جادو ٹونے سے متعلق خوف پیدا کر کے۔ تحقیقات سے پتہ چلا کہ خرت نے اپنے دفتر میں خفیہ سی سی ٹی وی کیمرے نصب کر رکھے تھے۔

ایران کے میزائل حملہ سے قطر کا گیس پلانٹ تباہ، 20 فیصد درآمدات ٹھپ بھارت کو بڑا جھٹکا؛ انڈسٹری پر منڈرا رہا خطرہ

مشرق وسطیٰ میں جنگ کی آگ اب بھارت کے کچن اور کارخانوں تک پہنچ چکی ہے۔ قطر کے راس لفان میں دنیا کے سب سے بڑے گیس پلانٹ پر ایران کے میزائل حملے نے ہندوستان کی انرجی سیکورٹی کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اس حملے کے بعد قطر سے گیس کی سپلائی مکمل طور پر منقطع ہوگئی ہے جس سے بھارت میں ایندھن کا بڑا بحران پیدا ہو گیا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اگر یہ سپلائی جلد بحال نہ کی گئی تو ملک کے کئی حصوں کو بجلی کی بندش اور صنعتی بندش کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ہندوستان اپنی قدرتی گیس (ایل این جی) کی ضروریات کے لیے قطر پر بہت زیادہ انحصار کرتا ہے۔ تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق اس حملے سے بھارت کی گیس کی کل درآمدات کا 20 فیصد براہ راست متاثر ہوا ہے۔ تکنیکی طور پر، MMSCMD4.47 (ملین میٹرک معیاری مکعب میٹر فی دن) کی یومیہ فراہمی اچانک روک دی گئی ہے۔ راس لفان پلانٹ قطر کا اہم برآمدی مرکز ہے، اور اس میں خلل پڑنے کا مطلب ہے کہ بھارت کو گیس کے جہازوں کی آمدورفت میں خلل پڑے گا۔ اس شدید قلت کے پیش نظر بھارتی حکومت نے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا شروع کر دی ہیں۔ گیس کی قلت کا پہلا اور سب سے بڑا اثر بجلی کی پیداوار اور کھاد کے کارخانوں پر پڑے گا۔ حکومت نے عندیہ دیا ہے کہ گھریلو صارفین (PNG) اوراس شدید قلت کے پیش نظر بھارتی حکومت نے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا شروع کر دی ہیں۔ گیس کی قلت کا پہلا اور سب سے بڑا اثر بجلی کی پیداوار اور کھاد کے کارخانوں پر پڑے گا۔ حکومت نے عندیہ دیا ہے کہ گھریلو صارفین (PNG) اور گاڑیوں (CNG) کے لیے گیس بچانے کے لیے صنعتوں کو دی جانے والی سپلائی میں کمی کی جا سکتی ہے۔ اس سے کارخانوں کی لاگت بڑھے گی اور پیداوار پر منفی اثر پڑے گا۔ رگاڑیوں (CNG) کے لیے گیس بچانے کے لیے صنعتوں کو دی جانے والی سپلائی میں کمی کی جا سکتی ہے۔ اس سے کارخانوں کی لاگت بڑھے گی اور پیداوار پر منفی اثر پڑے گا۔ دریں اثنا وزارت پٹرولیم کی جوائنٹ سکریٹری سجتا شرما نے جمعرات کو کہا کہ مشرق وسطیٰ میں جو بھی واقعہ ہوتا ہے اس کا اثر ہم پر پڑے گا۔ ہمیں 90 فیصد ایل پی جی اور 47 فیصد ایل این جی قطر سے ملتی ہے۔ جنگ جاری ہے اور ہم متاثر ہو رہے ہیں، اسی لیے ہم ہر روز معلومات فراہم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ملک میں اس وقت پیٹرولیم مصنوعات کی فراہمی کے حوالے سے صورتحال متوازن ہے۔ انہوں نے کہا کہ خام تیل کی سپلائی کافی ہے۔

جنگ ایران جیتے گا، بھارت سے مضبوط رشتے، ہمیں اس کا ساتھ دینا چاہیے: سابق را چیف ایس دولت

مشرق وسطیٰ میں جاری جنگ توانائی کے عالمی بحران کو مزید گہرا کرتی جا رہی ہے۔ ایران، اسرائیل اور امریکہ کے درمیان جاری جنگ کے اثرات بھارت میں واضح طور پر نظر آ رہے ہیں جہاں تیل اور گیس کی سپلائی کے حوالے سے خدشات بڑھ گئے ہیں۔ ادھر ریسرچ اینڈ اینالیسس ونگ (را) کے سابق سربراہ امرجیت سنگھ دولت نے اہم بیان دیا ہے۔ اے این آئی کی رپورٹ کے مطابق انہوں نے کہا کہ ہندوستان کے ایران کے ساتھ دیرینہ اور مضبوط تعلقات ہیں۔ امرجیت سنگھ دولت نے کہا کہ ہم ہمیشہ ایران کے ساتھ رہے ہیں اور ہمارے تعلقات بہت پیچھے چلے گئے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ موجودہ حالات میں ایران امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ جاری تنازع میں فاتح بن کر ابھر سکتا ہے۔ تاہم انہوں نے اس ساری پیش رفت کو بدقسمتی قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے وہ تشویشناک ہے۔ یہ بیان ایک ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب مشرق وسطیٰ میں بڑھتے ہوئے حملوں سے تیل اور گیس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کا خطرہ ہے جس سے بھارت سمیت کئی ممالک متاثر ہو سکتے ہیں۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد ہندوستان اور ایران کے تعلقات آہستہ آہستہ مضبوط ہوتے گئے۔ دونوں ممالک نے باضابطہ سفارتی تعلقات قائم کیے اور وقت کے ساتھ ساتھ تعاون میں اضافہ کیا۔ 1950 سے 1970 کی دہائی تک ایران کا جھکاؤ امریکہ کی طرف تھا۔ اس کے باوجود ایران نے ہندوستان کے ساتھ اپنے تعلقات برقرار رکھے۔ اس دوران دونوں ممالک کے درمیان توازن اور افہام وتفہیم کا مشاہدہ کیا گیا۔

شرجیل امام کو 6 سال بعد 10 دن کی ضمانت

شرجیل امام کو دہلی فسادات کیس میں عدالت نے ۱۰؍دن کی عبوری ضمانت دے دی جس کے بعد وہ تقریباً چھ سال بعد جیل سے باہر آئے۔ یہ ضمانت انہیں اپنے بھائی کی شادی میں شرکت اور بیمار والدہ کی دیکھ بھال کیلئے دی گئی ہے۔ سماجی کارکن شرجیل امام، جو ۲۰۲۰ء کے دہلی فسادات کی سازش کے مقدمے میں ملزم ہیں، جمعہ کو تقریباً چھ سال بعد جیل سے باہر آئے، جب دہلی کی ایک عدالت نے انہیں ۱۰؍دن کی عبوری ضمانت دی۔ عدالت نے امام کو ۲۰؍مارچ سے ۳۰؍مارچ تک عبوری ضمانت دی تاکہ وہ اپنے بھائی کی شادی میں شرکت کرسکیں اور اپنی بیمار والدہ کی دیکھ بھال کرسکیں۔ شرجیل امام کی رہائی ایسے وقت میں ہوئی ہے جب چند ہفتے قبل جنوری میں سپریم کورٹ نے اسی مقدمے میں انہیں اور شریک ملزم عمر خالد کو ضمانت دینے سے انکار کردیا تھا۔ اس وقت عدالت عظمیٰ نے کہا تھا کہ استغاثہ نے ریکارڈ پر کافی مواد پیش کیا ہے جس سے بظاہر ایک ابتدائی مقدمہ بنتا ہے اور ان کی مبینہ طور پر ایک بڑی سازش میں شمولیت ظاہر ہوتی ہے۔ شرجیل امام ان کئی ملزمان میں شامل ہیں جن کا تعلق فروری ۲۰۲۰ء میں شمال مشرقی دہلی میں ہونے والے فرقہ وارانہ تشدد سے ہے، جس میں ۵۳؍افراد ہلاک اور ۷۰۰؍سے زائد زخمی ہوئے تھے۔ دہلی پولیس، جو اس معاملے کی تفتیش کر رہی ہے، کا الزام ہے کہ یہ تشدد ایک 'پہلے سے منصوبہ بند اور منظم' سازش کا حصہ تھا، جس کا مقصد شہریت ترمیمی قانون (CAA) کے خلاف احتجاج کے دوران امن وامان کو متاثر کرنا تھا۔ امام اور دیگر پر غیر قانونی سرگرمیاں (انسداد) ایکٹ (UAPA) اور سابقہ تعزیرات ہند کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ جنوری میں، جب سپریم کورٹ نے امام اور خالد کی ضمانت مسترد کی، تو اسی دوران پانچ دیگر ملزمان گل فشاں فاطمہ، میران حیدر، شفاالرحمان، محمد سلیم خان اور شاداب احمد کو راحت دی گئی، یہ کہتے ہوئے کہ ان کے کردار امام اور خالد سے مختلف ہیں۔ پولیس کے مطابق، کچھ ملزمان کو مبینہ سازش کے 'ماسٹر مائنڈز' قرار دیا گیا ہے، اور اس کیلئے تقاریر اور دیگر مواد کو بطور ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

'مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے، وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے' عید کی نماز کے بعد ممتا بنرجی کا خطاب

کولکاتہ میں ریڈ روڈ پر عید الفطر کی نماز کے بعد مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی نے ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی حکومت پر جم کر حملہ بولا ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں کے نام ایس آئی آر سے ہٹائے جا رہے ہیں اور اس مسئلہ کو لے کر وہ کولکاتہ سے لے کر دہلی تک گئیں۔ ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ کلکتہ ہائی کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ آف انڈیا تک اس معاملے کو اٹھایا ہے، تاکہ لوگوں کے حقوق کا تحفظ ہو سکے۔ خطاب کے دوران ممتا بنرجی نے کہا کہ وہ بنگال کے ہر انسان کے ساتھ کھڑی ہیں، خواہ وہ کسی بھی ذات، مذہب یا برادری کا ہو۔ انہوں نے واضح طور پر کہا کہ وہ اس لڑائی کو آگے بھی جاری رکھیں گی اور کسی کو بھی لوگوں کے حقوق صلب نہیں کرنے دیں گی۔ وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر میں وزیر اعظم مودی کا نام لیتے ہوئے کہا کہ ہم مودی جی کو اپنے حقوق چھیننے نہیں دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے الزام عائد کیا کہ مرکزی حکومت بنگال کی حکومت کو زبردستی کنٹرول کرنا چاہتی ہے اور ریاست میں صدر راج نافذ کرنا چاہتی ہے۔ ممتا بنرجی نے زور دے کر کہا کہ ان کی حکومت ڈرنے والی نہیں ہے۔ جو ڈرتے ہیں وہ ہار جاتے ہیں اور جو لڑتے ہیں وہی زندگی میں آگے بڑھتے ہیں۔ انہوں نے اس بات کا ابھی اعادہ کیا کہ ان کی پارٹی ہر حال میں لوگوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے ڈٹی رہے گی۔ ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ بی جے پی غنڈوں اور چوروں کی پارٹی ہے اور ملک کو تقسیم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ کچھ لوگ پیسے لے کر ووٹ تقسیم کر رہے ہیں اور ایسے لوگوں کو عوام پہچان چکی ہے۔ انہوں نے ایک کہاوت بھی کہی کہ 'مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے، وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے'۔ ممتا بنرجی نے مزید کہا کہ "سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے، دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے۔ اللہ آپ کا بھلا کرے۔ ہندوستان اور بنگال خوشحال ہوں۔ مغربی بنگال کو نشانہ بنانے والوں کو جہنم میں جانا چاہیے۔ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے، خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے۔ ہمارا صرف ایک ہی ارادہ ہے، بی جے پی کو ہٹانا اور ملک کو بچانا۔"

دہلی میں یو این آئی کا دفتر سیل، ہائی کورٹ فیصلے کے بعد کارروائی

دہلی:(ایجنسی) دہلی میں خبر رساں ایجنسی United News of India (یو این آئی) کے دفتر کو جمعہ کی رات اس وقت سیل کر دیا گیا، جب دہلی ہائی کورٹ نے اس ادارے کو زمین کی الاٹمنٹ منسوخ کرنے کے فیصلے کو برقرار رکھا۔ اس کارروائی کے بعد میڈیا حلقوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے، جبکہ یو این آئی نے دعویٰ کیا ہے کہ انہیں کسی پیشگی نوٹس کے بغیر زبردستی بے دخل کیا گیا۔ رپورٹس کے مطابق، وزارت ہاؤسنگ وشہری امور کے لینڈ اینڈ ڈویلپمنٹ آفس نے دہلی پولیس اور سی آر پی ایف کی موجودگی میں دفتر کو سیل کیا۔ یو این آئی کے مطابق، تقریباً ۳۰۰؍اہلکار احاطے میں داخل ہوئے اور ملازمین کو فوری طور پر نیوز روم خالی کرنے کا حکم دیا گیا۔ ادارے نے الزام لگایا کہ خواتین اسٹاف سمیت کئی ملازمین کو زبردستی ان کی نشستوں سے ہٹا کر باہر نکالا گیا اور اس دوران بدسلوکی بھی کی گئی۔ یو این آئی کا کہنا

ہے کہ اس کارروائی سے قبل انہیں کوئی نوٹس فراہم نہیں کیا گیا اور نہ ہی انتظامیہ کو موقع دیا گیا کہ وہ موقع پر پہنچ کر صورتحال کا جائزہ لے سکے۔ ادارے نے اسے "زبردستی خالی کرانے" کی کارروائی قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ اقدام نہ صرف غیر متوقع تھا بلکہ غیر منصفانہ بھی تھا۔ دوسری جانب، دہلی ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے میں کہا کہ یو این آئی کو ۱۹۷۹ء میں الاٹ کی گئی زمین کی شرائط کے مطابق دو سال کے اندر ایک جامع آفس کمپلیکس تعمیر کرنا تھا، تاہم چار دہائیوں سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود اس پر کوئی تعمیر نہیں کی گئی۔ عدالت کے مطابق، اس طرح یو این آئی نے "قیمتی سرکاری زمین پر قبضہ" کر رکھا تھا، اس لیے ۲۹؍مارچ ۲۰۲۳ء کے لینڈ اینڈ ڈیولپمنٹ آفس کے حکم کو درست قرار دیا گیا۔ عدالت نے یہ بھی نوٹ کیا کہ یہ زمین صرف یو این آئی کے لیے نہیں بلکہ پریس کلب آف انڈیا اور پریس اسوسی ایشن کے مشترکہ استعمال کے لیے الاٹ کی گئی تھی، لیکن یو این آئی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ناکام رہا۔ یو این آئی نے اس اچانک کارروائی کے اثرات پر تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اس کے نتیجے میں انگریزی، ہندی اور اردو سروسز کے ۵۰۰؍سے زائد صارفین تک خبروں کی ترسیل فوری طور پر متاثر ہوئی ہے۔ ادارے کے مطابق، اس اقدام نے نہ صرف اس تاریخی نیوز تنظیم کے وجود کو خطرے میں ڈال دیا ہے بلکہ سینکڑوں ملازمین اور ان کے خاندانوں کے مستقبل کو بھی غیر یقینی بنا دیا ہے۔ یو این آئی کے مالک ادارے The Statesman نے اس کارروائی کو "بے مثال ظلم" قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ اقدام ہندوستان میں میڈیا کی آزادی پر حملے کے مترادف ہے۔

پورے ملک میں دھوم دھام وتزک واحتشام سے عید منائی گئی، وزیر اعظم مودی، ملکارجن کھڑگے اور پرینکا گاندھی نے دی مبارکباد

ملک بھر میں آج عید الفطر روایتی جوش وخروش کے ساتھ منائی جا رہی ہے۔ پورے ایک ماہ کے روزوں کے بعد آج مساجد میں عید کی نماز ادا کی جا رہی ہے۔ ملک کے مختلف شہروں میں نماز عید کے الگ الگ اوقات مقرر کیے گئے ہیں، تاہم مساجد اور عیدگاہوں میں نماز کا وقت پہلے ہی طے کرلیا گیا تھا۔ عید کی نماز کے پیش نظر ملک بھر میں سیکورٹی کے سخت انتظامات کیے گئے ہیں اور کئی حساس علاقوں میں سیکورٹی فورسز کو تعینات کیا گیا ہے تاکہ کسی بھی ناخوشگوار واقعے سے بچا جا سکے۔ اس مبارک موقع پر وزیر اعظم نریندر مودی، کانگریس صدر ملکارجن کھڑگے اور کانگریس رکن پارلیمنٹ پرینکا گاندھی نے اہل وطن کو عید کی مبارکباد پیش کی۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' پر لکھا کہ "عید الفطر کی دلی مبارکباد۔ یہ دن ہر طرف بھائی چارے اور ہمدردی کو مزید فروغ دے۔ ہر کوئی خوش اور صحت مند ہو۔ عید مبارک!" کانگریس کے قومی صدر ملکارجن کھڑگے نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' پر پوسٹ کر اہل وطن کو عید کی مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے لکھا کہ "عید الفطر کے خوشی کے موقع پر اپنے تمام ہم وطنوں کو دلی مبارکباد۔ عید ہمدردی، سخاوت اور باہمی اتحاد کا تہوار ہے۔ یہ ہمیں ہماری مشترکہ انسانیت میں موجود طاقت اور ہماری متنوع، کثیر الثقافتی معاشرت کی خوبصورتی کی یاد دلاتی ہے۔ دعا ہے کہ یہ مبارک موقع امن، خوشحالی لائے، اور ہم سب کو اپنے اردگرد کے لوگوں کے لیے مہربانی اور خدمت کرنے کی ترغیب دے۔ عید مبارک!" کانگریس رکن پارلیمنٹ پرینکا گاندھی نے 'ایکس' پر لکھا کہ "محبت والفت، میل ملاپ اور بھائی چارے کے تہوار عید الفطر کی آپ تمام حضرات کو بہت بہت مبارکباد۔ دعا ہے کہ یہ تہوار آپ سب کی زندگی میں ڈھیروں خوشیاں لے کر آئے۔ میں آپ سب کے لیے سکھ، خوشحالی اور امن وسلامتی کی خواہش کرتی ہوں۔"

عیدی کی کہانی کب اور کیسے شروع ہوا رواج؟

عیدی دینے کی روایت کا آغاز مصر میں فاطمی ریاست کے دور سے ہوا جہاں خلیفہ وقت عید کے موقع پر سپاہیوں اور فوج کے جرنیلوں کو عطیات اور تحفے تحائف دیتے تھے۔ بعد ازاں اعیان سلطنت نے بھی خلیفہ کی دیکھا دیکھی اپنے ماتحتوں کو تحفے دینا شروع ہو گئے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا جہاں فاطمی ریاست کے وسائل، مسائل سے زیادہ ہو گئے تو خلیفہ کی طرف عوام الناس کو رقوم کے علاوہ عید کے جوڑے تقسیم ہونے لگے۔ بس پھر کیا تھا، لوگوں کو تو کوئی بہانہ چاہیے، جلد ہی عوام میں یہ رجحان عام ہونے لگا اور وہ عید کے موقع پر بچوں میں چھوٹی موٹی رقوم اور جوڑے تقسیم کرنے لگے۔ مصر میں فاطمی ریاست عروج پر پہنچنے کے بعد زوال کا شکار ہو گئی مگر اپنے پیچھے عیدی کی روایت چھوڑ گئی۔ بعد میں آنے والی حکومتوں نے اس روایت کو برقرار رکھا۔

عبدالستار خان

عید کا موقع دنیا بھر میں مسلمانوں کے لیے خوشی اور مسرت کا پیغام لاتا ہی ہے مگر بچوں میں اس اسلامی تہوار کیا کہنا، اور کیوں نہ ہوا ایسا کہ عید تو پہلے بچوں کی ہے، بڑے بھی بچوں کی خوشی میں خوش ہو جاتے ہیں۔ عید میں جہاں بچے نئے جوڑے، نئے جوتے اور موج مستی کرتے ہیں وہاں انہیں عیدی بھی تو دی جاتی ہے۔ مسلم معاشرہ مشرق میں ہو یا مغرب میں، شمال میں ہو کہ جنوب میں، ہر معاشرے میں عید کا تہوار منانے کا طریقہ کار مختلف ہوسکتا ہے مگر پوری دنیا کے مسلم معاشروں میں یہ قدر مشترک پائی جاتی ہے کہ وہ بچوں کو عیدی ضرور دیتے ہیں۔

سعودی عرب یا خلیجی ممالک ہوں، ہندوستان اور پاکستان ہو یا پھر مصر وشام یا پھر مشرق بعید کے ممالک، ہر ایک میں عید کا تہوار منانے کا طریقہ کار نہ صرف مختلف ہے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلیاں بھی آتی رہی ہیں مگر جو چیز زمانے کے ساتھ نہیں بدلی وہ عیدی ہے، ہاں البتہ جدید دور کے ساتھ اس میں بھی اب جدت آ گئی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں عیدی آئی کہاں سے؟

تاریخ کے اوراق پلٹنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عیدی دینے کی روایت کا آغاز مصر میں فاطمی ریاست کے دور سے ہوا جہاں خلیفہ وقت عید کے موقع پر سپاہیوں اور فوج کے جرنیلوں کو عطیات اور تحفے تحائف دیتے تھے۔

بعد ازاں اعیان سلطنت نے بھی خلیفہ کی دیکھا دیکھی اپنے ماتحتوں کو تحفے دینا شروع ہو گئے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا جہاں فاطمی ریاست کے وسائل، مسائل سے زیادہ ہو گئے تو خلیفہ کی طرف عوام الناس کو رقوم کے علاوہ عید کے جوڑے تقسیم ہونے لگے۔

بس پھر کیا تھا، لوگوں کو تو کوئی بہانہ چاہیے، جلد ہی عوام میں یہ رجحان عام ہونے لگا اور وہ عید کے موقع پر بچوں میں چھوٹی موٹی رقوم اور جوڑے تقسیم کرنے لگے۔

چہرہ بیان کرتا ہے عیدی کی خوشی

مصر میں فاطمی ریاست عروج پر پہنچنے کے بعد زوال کا شکار ہو گئی مگر اپنے پیچھے عیدی کی روایت چھوڑ گئی۔ بعد میں آنے والی حکومتوں نے اس روایت کو برقرار رکھا۔ عثمانی ریاست کے دور میں بھی عیدی دینے کی روایت کے ثبوت ملتے ہیں مگر اس میں وقت کے ساتھ تبدیلی یہ ہوئی کہ جسے عیدی دی جا رہی ہوتی ہے اسے اس کی حیثیت کے مطابق عیدی دی جانے لگی۔۔

وزرا اور اعیان سلطنت کو سونے کے سکے دیے جاتے تھے۔ ان سے کم رتبے والوں کو چاندی کے سکے ملتے تھے۔ اسی طرح رتبہ کم ہوتے ہوتے جب معاملہ بچوں تک پہنچا تو چند سکے انہیں بھی دیے جانے لگے۔

اس وقت سے لے کر آج تک عید کے تہوار میں بچوں میں عیدی دینے کی روایت مستحکم ہو گئی۔

سعودی عرب میں دیگر ممالک کی طرح عیدی کی روایت برقرار ہے۔ مقامی بینک کی ملازمہ فاطمہ نے اردو نیوز کو بتایا کہ 'عید کی تعطیلات سے پہلے بزرگ شہری نئے چھوٹے نوٹ لینے بینکوں کا رخ کرتے ہیں۔ کڑک نوٹ اس لیے حاصل کیے جاتے ہیں تاکہ خاندان کے بچوں میں عیدی تقسیم کی جائے۔ یہی حال کم و بیش تمام اسلامی ممالک کا ہے جہاں عیدی دینے والے بینکوں سے نئے کڑک نوٹ حاصل کرتے ہیں۔

سعودی عرب میں تو یہ جدت آ گئی ہے کہ انسٹا گرام اور فیس بک پر بعض لوگوں نے یہ کاروبار شروع کر رکھا ہے کہ چھوٹے کڑک نوٹوں سے گل بوٹے اور گفٹ پیک تیار کر کے فروخت کرنے لگے ہیں۔ انسٹا گرام پر ایسے نوٹوں بھرے گفٹ پیک کی تصویریں عام ہیں۔۔

سعودی شہری فواز الراشد نے اس حوالے سے بتایا کہ 'خاندان کے بچوں میں عیدی ویسے ہی تقسیم کرنی ہے۔ اسے خوش نما شکل میں پیش کرنے سے بچوں کی خوشی دگنی ہو جاتی ہے۔ میری کوشش ہوتی ہے کہ ہر سال 5،5 ریال کے گفٹ پیک تیار کرتا ہوں۔ پیکٹ میں چاکلیٹ اور ٹافی وغیرہ بھی ڈالی جاتی ہے۔ اس طرح میں بہت سارے مسائل سے بچ جاتا ہوں کہ چھوٹے نوٹوں کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

' ایک اور مصری شہری عادل عبدالرحیم نے بتایا کہ 'مہنگائی اور مقامی کرنسی گرنے کی وجہ سے حالات پہلے جیسے نہیں رہے۔ اب میں صرف خاندان کے قریب ترین افراد کے ہاں جا کر عید ملتا ہوں جہاں عیدی دینی ضروری ہے۔ باقی خاندان والے اور دوست احباب سے ملنے ملانے سے کتراتا ہوں تاکہ عیدی نہ دینے کی خفت سے بچ جاؤں۔

مصر کے مقابلے میں امارات میں عیدی کا تصور مختلف ہے۔ اماراتی بچوں نے کہا ہے کہ انہیں انتہائی خوشی ہوتی ہے جب کوئی وقت کے حساب سے انہیں ڈھنگ سے عیدی دیتا ہے۔ چھوٹی موٹی عیدی سے کیا بنتا ہے۔ اگر کسی کو عیدی دینی ہے تو معقول رقم دے جس سے کچھ کیا جاسکتا ہے۔

سعودی خاتون ام امل نے عیدی کے حوالے سے ایک عجیب بات یہ بتائی کہ کچھ خواتین ایسی بھی ہیں جو اپنے بچوں سے ملنے والی عیدی کی تفصیل اپنے پاس نوٹ کر لیتی ہیں۔ مہمانوں کے جانے کے بعد ہر ایک بچے سے پوچھا جاتا ہے کہ کس مہمان نے کتنا دیا۔ وجہ یہ ہے کہ جب وہ مہمان بن کر ان خواتین کے گھر جاتی ہیں تو ان کے بچوں کو اتنی ہی رقم دیتی ہیں جتنی ان کے بچوں کو دی گئی ہے۔

سماجی ماہر ڈاکٹر عطیہ الزہرانی نے کہا ہے کہ عیدی بچوں میں بچت کی تربیت کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ بچوں کو سکھایا جائے کہ وہ عیدی کو محفوظ رکھیں اور اپنی ضرورت کی چیزوں پر خرچ کرنے کے بعد اس میں سے کچھ رقم بعد میں خرچ کرنے کے لیے محفوظ کر لیں۔ انہوں نے توجہ دلائی کہ ایک خاندان کے بچوں میں جب عیدی دی جائے تو سب کو برابر کی رقم دی جائے۔ کسی کو کم کسی کو زیادہ دینے سے بچوں میں نفسیاتی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں

نماز عید کے دوران ایک معصوم اپنی جیب میں عیدی کو دیکھتے ہوئے

کیا آپ جانتے ہیں؟

خواتین میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ نے اسلام قبول کیا تھا۔
حضور اکرم ﷺ کو وضو اور نماز کا طریقہ حضرت جبرئیلؑ نے سکھایا۔
حضرت تمیم داریؓ ایسے صحابی تھے جو جنات کی دعوت پر مسلمان ہوئے تھے۔
دنیا میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو بزرگی عطا کی گئی تھی۔
قرآن مجید کے 30 ویں پارہ کی سب سے بڑی سورہ "سورہ النازعات" ہے۔
حضرت یوسفؑ کی والدہ محترمہ کا نام راحیل تھا۔

مرسلہ: ایم پرویز عالم

عید

شفا کجگاؤنوی

چلو ہم عید منائیں کہ جشن کا دن ہے
خوشی کے گیت سنائیں کہ جشن کا دن ہے
رخوں پہ پھول کھلائیں کہ جشن کا دن ہے
دلوں میں پریت جگائیں کہ جشن کا دن ہے
مگر رکو ذرا ٹھہرو یہ سسکیاں کیسی
خوشی کہ رت میں دکھوں کی یہ بدلیاں کیسی
سنو یہ غور سے مائیں بلک رہی ہیں کہیں
یہ دیکھو بچوں کی آنکھیں چھلک رہی ہیں کہیں
کسی کے عید کے جوڑے میں ہے کفن آیا
کہیں پہ زخموں سے لپٹا ہوا بدن آیا
کوئی تو کھلنے سے پہلے کلی کو لوٹ گیا
کہیں درخت ہی اپنی زمیں سے ٹوٹ گیا
کس نے کر دیے پامال سایہ دار شجر
جڑیں کہیں پہ کٹیں اور کہیں بچے نہ ثمر
کہاں ہیں وہ کہ جو خود کو خدا سمجھتے ہیں
وہ جو کہ امن و اماں کے فسانے کہتے ہیں
وہ جن کے ہاتھ میں رہتا ہے پرچم انساں
ہوئے ہیں ان کے سب افکار امن اب عریاں
اگر ہیں صاحب کردار تو زباں کھولیں
اگر ہیں صاحب ایماں تو پھر وہ سچ بولیں
ہیں مقتدر تو بس اب روک لیں حسام جور
یہ بہتی خون کی ندیاں مصیبتوں کا دور
یہ ان سے کوئی امید وفا کرے کیسے
جو بد دعا ہو مجسم دعا کرے کیسے
جہاں میں چار طرف چیخ ہے کراہے ہیں
ستم رسیدہ دلوں سے نکلتی آہیں ہیں
ہے شور نالہ و آہ و بکا چہار طرف
کہاں کی عید ہے ماتم بپا چہار طرف
منائے کیسے کوئی عید ہر طرف غم ہے
منائے کیسے کوئی عید آنکھ پر نم ہے
سنائے کیسے کوئی گیت ساز ٹوٹ گئے
جگائے کیسے کوئی آس اپنے چھوٹ گئے
مگر یہ عید کا دن بھی تو اک حقیقت ہے
کہ وجہ عید سمجھنا بھی اک عبادت ہے
چلو کہ روتے ہوؤں کو ہنسا کے عید منائیں
کسی کے درد کو اپنا بنا کے عید منائیں
دلوں سے اپنے عداوت مٹا کے عید منائیں
کسی کے لب پہ تبسم سجا کے عید منائیں
چلو ہم عید منائیں کہ جشن کا دن ہے

عید کے دن مندرجہ ذیل امور بجالانا مسنون و مستحب ہیں:

مسواک کرنا۔۔غسل کرنا۔۔کپڑے نئے ہوں تو بہتر ورنہ دھلے ہوئے پہننا۔۔خوشبو لگانا۔۔صبح سویرے اُٹھ کر عیدگاہ جانے کی تیاری کرنا۔۔نماز عید الفطر سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا۔۔پیدل عیدگاہ جانا۔۔ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا۔۔۔نماز عید الفطر کو جانے سے پہلے طاق عدد کھجوروں یا چھواروں کا کھانا یا کوئی اور میٹھی چیز کھالینا۔

عیدین کی نماز کسی بڑے میدان میں ادا کرنا سنت ہے۔ لیکن بڑے شہر یا اس جگہ جہاں زیادہ آبادی ہو ایک سے زائد مقامات پر عیدین کے اجتماعات بھی درست ہیں اور میدان کی بھی شرط نہیں۔ بڑی مساجد میں بھی یہ اجتماعات صحیح ہیں جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ نمازِ عید کے لئے تکبیر تشریق کہتے ہوئے جانا۔ عید الاضحیٰ میں با آواز بلند اور عید الفطر میں آہستہ کہنی چاہئے۔ عیدین کا خطبہ سنت ہے، یہ خطبہ نماز کے بعد ہوگا۔ اگر خطبہ نمازِ عید سے پہلے دیا تو کافی ہے اگرچہ مکروہ ہے بعد میں اعادہ نہیں کیا جائے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔

زکوٰۃ منافقت اور سود سے نجات پانے کا اہم ذریعہ

از:۔ ڈاکٹر ابوزاہد شاہ سید وحید اللہ حسینی القادری الملتانی
کامل الحدیث جامعہ نظامیہ، M.Com، M.A (Osm)

اللہ تعالیٰ سودخور کا نہ صدقہ قبول کرتے ہیں اور نہ حج اور نہ ہی حج وصلہ رحمی۔ اس کے برعکس زکوٰۃ کی ادائیگی سے نہ صرف اموال میں نشوونما ہوتی ہے بلکہ تعاون، ہمدردی، دوستی اور انسانی جذبات کو ابھارنے میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی انتہائی ممد ومعاون ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے سودخوری کو واصل جہنم کا ذریعہ اور سودخوری سے اجتناب کو دنیا و آخرت میں کامیابی کا ضامن قرار دیا ہے۔

انسان کی یہ ایک بڑی غلط فہمی ہے کہ جب اس کے پاس حکومت آجاتی ہے تو وہ سمجھتا وہ جو چاہے کرسکتا ہے، جب اس کے پاس مال وزر آجاتا ہے تو سمجھتا ہے کہ وہ اس کا حقیقی مالک ہے جیسے چاہے وہ اس کا استعمال کرسکتا ہے۔ قرآن مجید بندہ کی اس غلط سوچ کو مٹاتے ہوئے حقیقت کے اس پہلو کو نمایاں کرتا ہے اور فرماتا ہے آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے اس پر ملکیت اور حاکمیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ بندہ عاجز کو سوچنا چاہیے کہ جس رب نے مجھے دولتمند و مالدار اور میرے بھائی کو غریب و نادار بنایا ہے اگر وہ چاہتا تو حالات اس کے برعکس بھی ہو سکتے تھے بلکہ ہو سکتے ہیں چونکہ امیر کو کسی بھی وقت غریب بنانا اور غریب کو آناً فاناً امیر بنانا رب کائنات کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے۔ لہٰذا جو مالدار ہیں انہیں اپنی دولت پر اترانے، اپنی نفسانی وشہوانی خواہشات اور جسمانی لذات کی تکمیل میں بے دریغ پیسہ پانی کی طرح بہانے کے بجائے عوام الناس کی فلاح و بہبود اور رفاہ عامہ کے کاموں میں اس کا استعمال کرنا چاہیے۔ اسی طرح مفلوک الحال اشخاص کو رب کی رحمت سے مایوس ہوئے بغیر اور گداگری کا پیشہ اختیار کیے بغیر خودداری، وقار اور متانت کے ساتھ زندگی گزارنے کو ترجیح دینی چاہیے۔ یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دنیا میں بندے کو جو بھی نعمتیں ملتی ہیں وہ موقتی اور بطور آزمائش و امتحان کے ملتی ہیں ان میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو خلاق دوجہاں اور اس کے حبیبؐ کی محبت میں جان و مال، خاندان و وطن کو قربان کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ اشخاص جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعائم کا استعمال اللہ اور اس کے رسول کی مرضیات کے مطابق کرتے ہیں اور بدبخت ہیں وہ لوگ جو نعائم الٰہیہ کا استعمال اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق کرتے ہیں اور دنیا و عقبیٰ میں ذلت و رسوائی کو اپنا مقدر بنالیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک نعمت مال ہے جس کے ذریعہ انسان زکوٰۃ، صدقات واجبہ و نافلہ، خیرات، حج جیسی عظیم عبادات اور دیگر کار خیر بجالا کر اپنے نامہ اعمال میں نیکیوں کو سمیٹ کر دنیا و عقبیٰ کی کامیابی و کامرانی حاصل کرسکتا ہے لیکن انسان کی فطرت میں مال سے محبت اس قدر شدید ہے کہ وہ ہمیشہ انسان کو حسنات سے دور اور سیئات سے قریب کرتی رہتی ہے۔ انسانی معاشرے میں اسلامی نظام کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان نہ صرف اندرونی و بیرونی اور ظاہری و باطنی دشمنوں کو اچھی طرح پہچانے بلکہ ان کے مکائد، مکروفریب کی ہر چال سے واقف رہے چونکہ جب انسان سے اس میں ذرا سی بھی چوک ہوجاتی ہے تو وہ دشمن سے بچنے کے بجائے دشمن کی آغوش میں پہنچ کر جانور سے بدتر بن جاتا ہے اس طرح انسانی معاشرے کا تانا بانا بکھر جاتا ہے۔ انہی دشمنوں میں سے ایک نفاق ہے جو انسان کو حق پوشی، خود پسندی اور مفاد پرستی کا شکار بنا کر فیاضی سے دور اور بخل کے قریب کردیتی ہے اس طرح وہ خالق و مخلوق کے نزدیک انسان ہونے کے باوجود لائق احترام باقی نہیں رہتا۔ اسی لیے کہا گیا کہ منافق کی بات خوبصورت اور عمل دردناک ہوتا ہے جو اس کے لیے دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کا سبب بنتا ہے۔ جو لوگ مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے وہ نہ صرف اجر عظیم سے محروم ہوجاتے ہیں بلکہ اپنا شمار منافقین کے زمرے میں بھی کروا لیتے ہیں جن کی سزا اسلام کے ساتھ استہزا کرنے کی پاداش میں کافر سے بھی زیادہ ہے جیسا کہ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔ اعتقادی، فعلی، اخلاقی اور اجتماعی نفاق وہ بدترین خصلت ہے جو انسان کو کبھی بھی ایمان پر قائم رہنے نہیں دیتی اور اسے ہمیشہ جھوٹ بولنے، وعدہ خلافی کرنے، خیانت کرنے، عہد و پیمان توڑنے، گالی گلوج کرنے، ریاکاری کرنے، عبادت میں سستی و کاہلی سے کام لینے، ذکر الٰہی سے دوری اختیار کرنے، اہل ایمان پر طعنہ زنی کرنے، اہل ایمان کی مشاکل پر خوش ہونے، دین کی باتوں کا مذاق اڑانے، برائیوں کا حکم دینے، اچھائیوں سے روکنے، بخل سے کام لینے، اللہ تعالیٰ کو بھولنے، فحش گوئی، لاحاصل بکواس کرنے، لوگوں کے ساتھ متکبرانہ انداز سے پیش آنے، چرب زبانی اور بزدلی پر ابھارتی ہے اور گناہوں سے توبہ و استغفار کرنے میں بھی بڑی رکاوٹ بنتی ہے جو انسان کے حق میں بہت بڑا عذاب ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی پر اگر کوئی صاحب مال وثروت متعصبانہ زعم سے یہ گمان کرے کہ وہ غریبوں، محتاجوں اور مفلوک الحال لوگوں کی مالی مدد و اعانت کر رہا ہے تو وہ غلط فہمی اور مغالطہ میں ہے چونکہ جو لوگ زکوٰۃ نکالتے ہیں وہ درحقیقت مستحقین سے زیادہ اپنا بھلا کرتے ہیں، دین و دنیا کی راحتیں و عزتیں، دوجہاں کی بھلائیاں اور فلاح و کامیابی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت پاک سے واضح ہو رہا ہے ترجمہ: ''لیکن رسول اور جو ایمان لائے اس کے ساتھ انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اور انہی کے لیے ساری بھلائیاں ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔ تیار کر رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات بہتی ہیں ان کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہنے والے ہیں ان میں یہی بہت بڑی کامیابی ہے''۔ (سورۃ التوبہ آیات 88-89)۔ علاوہ ازیں جو لوگ زکوٰۃ کی رقم ادا نہیں کرتے یا بے دلی اور ہچکچاتے ہوئے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں قرآن مجید اسے منافق کی علامت قرار دیتا ہے۔ یعنی منافق وہ ہے جو مال کی فراوانی ہونے کے باوجود مستحقین کی مالی اعانت کرنے کی اسے توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ اب اگر کوئی مومن برضا و رغبت خوشدلی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرتا تو یہ اس پر رب کریم کی رحمت و عنایت اور فضل و کرم ہے جس نے اسے زکوٰۃ دینے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ مسلمان زکوٰۃ ادا کرکے نہ صرف مسلم معاشرے سے سود و غربت کے خاتمہ کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ نفاق اور اس کی مذکورہ بالا تمام نحوستوں سے اپنے دامن کو وہ بچانے میں کامیاب بھی ہوجاتا ہے اور آخرت کے دردناک عذاب جہنم سے اپنے آپ کو محفوظ و مامون کرلیتا ہے۔ زکوٰۃ کا دوسرا اہم فائدہ یہ ہے کہ یہ انسانی معاشرے کو سود کی لعنت سے نجات دلانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ سود سماج کی ایک ایسی اقتصادی بیماری ہے جو مہنگائی، بے روزگاری، غربت وفاقہ کشی، اشراف کی سرکشی، محنت کش طبقے کی پسماندگی، طبقاتی تفاوت اور جذبات منافرت میں اضافہ کا اہم سبب ہے جس کا واحد حل زکوٰۃ کا اجتماعی نظام ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مسلم معاشرہ تعلیمی، تجارتی، زراعتی اور معاشرتی اعتبار سے مضبوط و مستحکم ہوجاتا ہے۔ آج جو مسلم معاشرہ ضرورت مندوں کی مجبوری، بے بسی اور مصیبت کا فائدہ اٹھانے والے سودخور مہاجنوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو رہا ہے اس کا اصل محرک بھی سود کی لت و لذت ہی ہے جس کا مرتکب طولانی عذاب میں گرفتار ہوجاتا ہے چونکہ وہ غربا کی گاڑھی کمائی کو چوس کر اپنی دولت بڑھاتا ہے۔ کوتاہ بین انسان کا گمان ہے کہ سود میں غیر عاقلانہ اور دیوانہ وار سرمایہ مشغول کرنے سے دولت میں اضافہ اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے دولت میں کمی واقع ہوتی ہے جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے فخر موجوداتؐ ارشاد فرماتے ہیں ''سود اگرچہ بڑھتا رہے لیکن انجام اس کا نقصان و کمی ہی کی طرف ہوتا ہے''۔ علامہ خازن اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے نقصان مال کی تصریحات بیان کرتے ہوئے تین صورتیں بیان فرمائی ہیں وہ رقمطراز ہیں کہ (1) حقیقۃً مال کم ہوجاتا ہے، (2) مال تباہ و برباد ہوجاتا ہے، (3) مال میں بے برکتی ہوجاتی ہے۔ سود حلال و منافع بخش تجارت، قرضہ حسنہ کے چلن کو ختم کردیتا ہے اور انسان کو سخت دل، بداخلاق و مردہ ضمیر بنادیتا ہے اسی باعث نصوص شرعیہ نے اسے حرام قرار دیا ہے جبکہ نفع و نقصان کے پہلو رکھنے والی، باہمی میل جول، مودت و محبت کو فروغ دینے والی اور سخت محنت و مشقت سے کی جانے والی تجارت کو بندوں کے مصالح کو جاننے والے خداوند قدوس نے حلال قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں سودخوری ایک ایسی لعنت ہے جس سے حرص و خودغرضی، شقاوت و سنگدلی، بخل و زرپرستی، مفت خوری و مفاد پرستی جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں جو صالح معاشرے کی تشکیل میں سب سے بڑی رکاوٹ بنتے ہیں اس طرح پوری انسانیت بدحواسی و تباہی کا شکار ہوجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سودخور کا نہ صدقہ قبول کرتے ہیں اور نہ حج اور نہ ہی حج وصلہ رحمی۔ اس کے برعکس زکوٰۃ کی ادائیگی سے نہ صرف اموال میں نشو و نما ہوتی ہے بلکہ تعاون، ہمدردی، دوستی اور انسانی جذبات کو ابھارنے میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی انتہائی ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے سودخوری کو واصل جہنم کا ذریعہ اور سودخوری سے اجتناب کو دنیا و آخرت میں کامیابی کا ضامن قرار دیا ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بطفیل نعلین پاک مصطفیٰ اس ماہِ مبارک میں تمام مسلمانوں کو اپنی رحمت، مغفرت سے سرفراز فرمائے اور دوزخ سے نجات عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ ویٰسین۔

○○○○○○○○

لوگوں کو حق بات بھی وہ پسند ہے جو اُن کے حق میں کہی جائے

عید کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو دنوں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔''

رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ: جب مسلمانوں کی عید یعنی عید الفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر فرماتا ہے، اے میرے فرشتو! اس مزدور کی کیا جزاء ہے جو اپنا کام مکمل کر دے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اسکی جزاء یہ ہے کہ اس کو پورا اجر وثواب عطا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے فرشتو! میرے بندوں نے اپنا فرض ادا کیا پھر وہ (نماز عید کی صورت میں) دعاء کیلئے چلتے ہوئے نکل آئے ہیں، مجھے میری عزت وجلال، میرے کرم اور میرے بلند مرتبہ کی قسم! میں اِن کی دعاؤں کو ضرور قبول کروں گا۔ پھر فرماتا ہے: بندو! تم گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔ رسول خدا نے فرمایا: پھر وہ بندے عید کی نماز سے اس حال میں لوٹتے ہیں کہ انکے سب گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔

عیدالفطر کا پیغام اور اس کا تقاضہ

اس کی ہر ادا میں پیار ومحبت، حسن سلوک، آپسی بھائی چارہ، اور رواداری کا خوبصورت پیغام ہے

مولانا محمد شمیم ندوی

مدرسہ ریاض الجنۃ، لکھنو

عیدالطفر :۔رمضان المباک کے پیغام اور اسکے تقاضوں کو پورا کرنے والوں کے لئے خالق کائنات کی مہمانی کا دن اسکے انعام کا دن ہے، پھر نہ معلوم ہم میں سے کتنے لوگ تقدیر کے فیصلہ کے مطابق آئندہ رمضان تک موت کے دروازہ سے ابدی زندگی کے لئے رخصت ہوجائیں گے، جہاں صرف نیکیاں ہی کام آئیں گی، اسلئے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے ہم خود اپنا احتساب کریں، اور اپنے نفس کا جائزہ لیں، او یہ جاننے کی فوری کوشش کریں کہ تقوی اور اللہ کی عبادت واعمال صالحہ کے ذریعہ ماہ مبارک کے عظیم گرانقدر لیل ونہار کے کتنے حقوق ادا کئے، جس سے ہم اللہ کے انعام اور اس سے مزدوری لینے کے مستحق ہوئے کہ نہیں، اور اس ماہ مقدس میں کیا پایا کیا کھویا؟

یوں تو قدیم زمانہ سے ہی دنیا کی تمام قومیں اپنے عقائد کے اعتبار سے عید وخوشی کا دن مناتی آئی ہیں، اور تاریخ میں سب سے پہلی عید ہابیل اور قابیل کے زمانہ میں اس وقت منائی گئی جب ان دونوں کے درمیان جنگ کے بعد صلح ہوگئی، تو ان کی قوموں کے لئے عید کا دن قرار پایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس دن اپنے مشن (بت پرستی سے دور رہنے کی تلقین) کا آغاز کیا، اس دن کو قوم مسلم کے لئے "یوم عید" قرار دیا، اہل مصر نے اپنے دیوتاؤں کے جنم دن کی یاد میں "عید" منایا کرتے تھے، جس کا نام "نوروز" رکھا گیا تھا، قدیم یونان کے باشندے فصل کاٹنے کے دن عید مناتے تھے، عیسائیوں میں ۲۵/ دسمبر (کرسمس ڈے) عید ہی کی طرح منایا جاتا ہے، اس تاریخی منظر نامہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہر قوم کا "یوم عید" کسی نہ کسی مقصد کے طور پر منایا جاتا ہے، تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ امت جو سب زیادہ بامقصد اور عظیم قوم ہے اسی کی "عید" بغیر کسی مقصد کے طے پائے، کیونکہ دین اسلام انسانی زندگی کے تمام گوشوں کی رعایت کے ساتھ انفرادیت سے اجتماعیت کی طرف لاتا ہے، جس میں پوری انسانیت کے لئے خوشی کا پیغام ہے۔ حقیقت ہے کہ جہاں خوشی ومسرت، دکھ ودرد، راحت وآرام، بے چینی وبیقراری یہ سب انسان کے فطری تقاضے ہیں، اور بقول شاعر!

خوشی کے ساتھ دنیا میں ہزاروں غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتی ہے شہنائی وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

وہیں انسانی فطرت ہے کہ وہ خوشی ومسرت کے مواقع کا متمنی اور خواہشمند ہوتا ہے، اسی خواہش کی تکمیل کے لئے اسلام نے ہمیں دو ایسے تہوار (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) عطا کئے، کہ روئے زمین پر اسکی مثال نہیں مل سکتی۔ بلاشبہ عید کا دن تہذیب وشائستگی کا جشن مسرت، اسلام کی اعلی اقدار اور عظیم روایات کی علامت، اور انعام کے طور پر عطیہ الٰہی اور ایسا عظیم تحفہ ہے، جو ۲۷/ مارچ ۶۲۴ء مطابق یکم شوال ۲/ ہجری جو جنگ بدر کی فتح مبین کے بعد سے منایا جارہا ہے، اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے کتنا ایمان افروز تھا اس پہلی نماز دوگانہ کا دلکش منظر جسے آپ ﷺ نے اپنے جانثار صحابہ کرام ومقدس جماعت کے ہمراہ مدینہ منورہ سے باہر اپنے گھروں سے نکل کر تکبیر وتحمید کی صدائیں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد بلند کرتے ہوئے عیدگاہ جاکر نماز عید ادا کی تھی۔

عیدالفطر" جو اپنے دامن میں ہزاروں خوشیاں اور مسرتیں لیکر آتی ہے، اور بندہ شکرانے کے طور پر دو رکعت نماز دوگانہ ادا کر کے خالق کائنات کا سجدہ شکر بجالاتا ہے، عید ایک طرف پیار ومحبت اتحاد واتفاق، آپسی بھائی چارہ کے ساتھ خوشیوں کو مل بانٹ کر منانے کا پیغام دیتی ہے، تو دوسری طرف رنج وغم کو بھول جانے اور مسرت وشادمانی کے دیپ جلانے کے ساتھ نفرت وکدورت کی خلیج کو قربت ومحبت میں بدل دیتی ہے، اس سے اخوات انسانی وصلہ رحمی کا سبق ملتا ہے، نیز غریب، پریشان ومفلس بھائیوں کی دلجوئی اور غمخواری کا ذریعہ بھی ہے، اسکی ہر ادا میں پیار ومحبت، حسن سلوک، آپسی بھائی چارہ اور رواداری کا خوبصورت پیغام ہے۔

عیدالفطر ہی وہ دن ہے جس میں اللہ تعالی نے بہشت کو پیدا کیا، اسی دن حضرت جبریل کو پیغام لے جانے کا شرف حاصل ہوا، اور یہی وہ دن ہے جس میں روزہ داروں کو یہ پیغام سنایا جاتا ہے کہ اپنے پروردگار کی عبادت کے لئے چلو جو تمہاری عبادت قبول کرتا ہے، اور اس کا زبردست اجر وثواب دیتا ہے، اور گناہوں کو بخش دیتا ہے، روزہ درحقیت یہ بتاتا ہے کہ دنیا پابندی اور امتحان کی جگہ ہے، اور عید اس امتحان کا نتیجہ اور پابندی سے چھٹکارہ کا دن ہے، جو اسمیں کامیاب ہوگیا اس کو آخرت میں کامیابی اور راحت ملے گی،، حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ عیدالفطر کے دن فرشتے تمام راستوں پر کھڑے ہوکر آواز دیتے ہیں، کہ اے مسلمانوں رب کریم کے دروازے پر آؤ، وہ تمھارے لئے بھلائی اور خیر کے خزانے لئے ہوئے ہے، اور بہت سارا اجر عطافرمائے گا، تم نے اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے روزے رکھے، تراویح پڑھی، اب آؤ، اور انعام لو۔ یہ امیروں اور غریبوں سبھی کے لئے خوشی کا پیغام لیکر آتی ہے، اور بابانگ دہل اعلان کرتی ہے کہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی اپنی خوشی میں شریک کرو، اور بقول مولانا ابوالکلام آزاد" عید ہمیں دوستوں سے محبت، غیروں سے کرم نوازی کا سبق دیتی ہے"۔

عید صرف رنگ، خوشبو، وزیبائش، مسرتوں قہقہوں اور عیدی وشیرینی کا تہوار نہیں، بلکہ یہ روحانی وقلبی مسرتوں کا نام ہے، جو دوسروں کو بانٹ کر ہی حاصل ہوتی ہے، اسلام نے ہر موقع پر مسلمانوں کی باہمی اخوت اور بھائی چارے کا درس دیا ہے، اسی لئے ہم مسلمانوں پر یہ فریضہ بھی عائد کیا گیا ہے کہ رنگ رلیا منانے اور کھیل تماشوں میں مگن ہونے کے بجائے امیر اپنے غریب بھائی کی اعانت کرے، ہم عید کی خوشیوں میں غریبوں، ناداروں، یتیموں کو نہ بھولیں، تاکہ غریب بھی اپنی دنیا کی نعتوں سے مستفید ہوسکے، ان سے نرمی کا برتاؤ اور مساوات کا رویہ اپنائیں، جس سے ان کو بھی سماج میں اپنے وقار اور عظمت کا احساس ہو، اور وہ محرومی کا شکار نہ ہونے کے ساتھ ہی انھیں اپنی غربت وناداری پر دکھ درد کا احساس نہ ہو،، اور خوشی کے ساتھ اس موقع سے لطف اندوز ہوسکیں، اور زکوۃ وصدقات کا مقصد بھی یہی ہے کہ سارے مسلمان مل کر عید منائیں، کیونکہ خدائے پاک کے نزدیک ایسے انسان کی عید کوئی معنی نہیں رکھتی جو بے کس ونادار پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو بھلا کر بزم مسرت سجائے۔

صدقہ فطر عید کے دن کی عبادات میں سے ایک ایسی عبادت ہے جو روزہ دار کے روزہ میں کوتاہیوں ونقص کی تلافی کا ذریعہ، اسکی پاکیزگی وتطہیر کا سبب، غرباء، فقراء، مساکین لئے راحت وغذا کا باعث، اسلامی معاشرہ کی سعادت مندی، مسلم سماج کا وقار بلند ہونے کے ساتھ اسلامی اخلاق کا اجتماعی مظاہرہ، اسلام کے فلسفہ اخوت کا عملی مظہر اور امت مسلمہ کی باہمی رواداری کا امتحان بھی ہے، جو عید کے دن صبح صادق کے وقت سے واجب ہوجاتا ہے۔ صدقہ فطر جو اس سال ایک شخص کی فطرہ کی رقم ۵۴/ روپے ہوتی ہے، عید سے قبل ہی ادا کردینا چاہیئے تاکہ مسکین اور نادار افراد بھی عید کی خوشیاں سب کے ساتھ شانہ بشانہ مناسکیں، کوئی بندۂ خدا رنجیدہ وغمگین نہ ہو، اور سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں، پڑوسیوں کا خاص خیال رکھنے کے لئے کہا گیا، کیونکہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں، جو اپنی تنگ دستی اور ناداری کا ذکر کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں، اور فقیر وفقراء کا تو کبھی لوگ خیال رکھتے ہیں، تبھی صحیح معنوں میں عیدالفطر کی حقیقی خوشی حاصل ہونے کے ساتھ عیدالفطر کے تقاضے پورے ہونگے۔

عید کے مبارکباد کے حقیقی مستحق وہ ہیں جس نے رمضان المبارک کے تقاضے پورے کئے ہونگے، پورے روزے رکھے ہونگے، رمضان المبارک کی صداؤں پر لبیک کہا ہوگا، جس نے رمضان المقدس کی روشنی سے اپنے دل کے مکان منور کئے ہونگے، قرآن مجید کی ہدایت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی فکر کی ہوگی، اور انھیں کو حقیقی سعادتیں، برکتیں، رحمتیں، اور مسرتیں حاصل ہوں گی، کیونکہ اس دن کو خالق کائنات نے روزہ داروں کیلئے ہی خاص فرمایا ہے، بے روزہ دار تو ان کے طفیلی ہوتے ہیں، عید کا دن اور دیگر بے روزہ داروں کے لئے ایک ہی جیسے ہیں، اسلئے وہ خوشی ومسرت، روحانی تسکین ان کو کیسے میسر آسکتی ہے۔

عید کا مقصد اور اس کا پیغام یہ ہے کہ ہم انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی خوشیاں اخوت ومحبت کے ساتھ منائیں، غریبوں کو سہارا فراہم کر کے، ٹوٹے دلوں کو جوڑ کر، روٹھے عزیزوں کو منا کر عید منائیں، روحانی وجسمانی کدورتیں دلوں سے نکال کر بلاتفریق ہر کسی سے ملیں، آپسی رنجشوں اور اختلافات کو فراموش کر کے محبت واخوت اور بھائی چارگی کا پیغام آپس میں گلے مل کردیں، کیونکہ عید دید بھی ہے، اور گفت وشنید بھی، اور اسلام ہمیں اجتماعیت کا درس دیتا ہے، خودغرضی کا نہیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ امت مسلمہ عید کا دن ایک وقار اور شائستگی وسنجیدگی کے ساتھ منائیں، دوسری قوموں کی طرح لہولعب میں پڑنا دین فطرت کے خلاف ہے، لہولعب میں پڑکر اپنے تہذیبی اسلامی تشخص اور وقار کو ٹھیس پہنچانے سے گریز کریں، اسلامی ذوق، اسلامی ہدایات وآداب کا لحاظ کر کے ان بھائیوں کو یہ پیغام دیں جو غیر مہذب انداز میں تیوہار مناتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عیدالفطر کی خوشیاں منانے، اور سال کے بقیہ دن بھی اسی تقدس وعظمت سے گذارنے کی توفیق دے، الھم انک عفوتحب العفو فاعف عنی، اے اللہ آپ بہت معاف کرنے والے ہیں، اور معافی پسند کرتے ہیں، میری خطائیں معاف فرمایئے۔ (آمین) ملت اسلامیہ وقارئین سے دعا کی درخواست، وعید مبارک۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ عیدالفطر کے دن فرشتے تمام راستوں پر کھڑے ہوکر آواز دیتے ہیں، کہ" اے مسلمانوں رب کریم کے دروازے پر آؤ، وہ تمھارے لئے بھلائی اور خیر کے خزانے لئے ہوئے ہے، اور بہت سارا اجر عطافرمائے گا، تم نے اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے روزے رکھے، تراویح پڑھی، اب آؤ، اور انعام لو۔"

عید کا دن

مجید لاہوری

زہے قسمت ہلال عید کی صورت نظر آئی
جو تھے رمضان کے بیماران سب نے شفا پائی
پہاڑوں سے وہ اترے قافلے روزہ گزاروں کے
گیا گرمی کا موسم، اور آئے دن بہاروں کے
اٹھا ہوٹل کا پردہ، سامنے پردہ نشیں آئے
جو چھپ کر کر رہے تھے احترام حکم دیں آئے
ہوئی انگور کی بیٹی سے "مستی خان" کی شادی
کھلے در مے کدوں کے اور ملی رندوں کو آزادی
نوید کامرانی لا رہے ہیں ریس کے گھوڑے
مسرت کے ترانے گا رہے ہیں ریس کے گھوڑے
مبارک ہو کہ پھر سے ہوگیا "ڈانس" اوڈنر چالو
خلاص اہل نظر ہوں گے ہوا درد جگر چالو
نماز عید پڑھنے کے لیے سرکار آئے ہیں
اور ان کے ساتھ سارے طالب دیدار آئے ہیں
یہی دن اہل دل کے واسطے امید کا دن ہے
تمہاری دید کا دن ہے ہماری عید کا دن ہے

ادب، عید کا تہوار اور ادبی تحریریں

صاحبو، عید کا ذکر ادیبوں اور شعر کے ہاں جا بجا ملتا ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ بدلتے رجحانات اور رویوں نے اس تہوار کو یکسر بدل دیا۔ ماضی میں عید کی جو گہما گہمی، جو ملنا جلنا ہوتا تھا، وہ اب دکھائی نہیں دیتا۔ کورونا سے پہلے ہی ہم نے اپنی خوشیوں کو قرنطینہ کرلیا تھا۔ اب تو حالات دگرگوں ہیں۔ نمازِ عید اور مختصر سے اکٹھ کے بعد ہم موبائل فونز میں گم ہوجاتے ہیں۔ ڈیجیٹل دنیا میں ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں مگر حقیقی دنیا میں اپنوں سے دُور ہوتے جاتے ہیں

اقبال خورشید

ادب کے عالمگیر سروکار تسلیم شدہ، مگر اس کی دھرتی سے جڑت بھی لازمی ہے۔ ادب مقامی کہانیوں، کرداروں، تہواروں سے جتنا گندھا ہوگا، اتنا ہی رنگ جمائے گا۔ اتنا ہی چوکھا آئے گا۔

اس خطے کے تہوار میں عید ایک بڑا تہوار ہے۔ رمضان اور چاند کی دید کے بعد اس کا دن ظہور اسے مزید اہم بنا دیتا ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر گاہے بہ گاہے یہ ادبی تحریروں اور اشعار کا موضوع بنتا رہا۔ قمر بدایونی نے اسے یوں یاد کیا:

عید کا دن ہے گلے آج تو مل لے ظالم
رسم دنیا بھی ہے موقع بھی ہے دستور بھی ہے

اس تہوار کو منانے کے رائج کلیہ تو موجود ہیں، مگر ہر شخص اس تہوار کو اپنے ہی ڈھب پر مناتا ہے۔ شعرا کے لیے تو یہ محبوب کا چہرہ ہے، جو عید کی نوید ہے۔ جیسے لیاقت علی عاصم نے کہا تھا:

ہم نے تجھے دیکھا نہیں کیا عید منائیں
جس نے تجھے دیکھا ہو اسے عید مبارک

اس مختصر سی تحریر میں یہ سعی کی ہے کہ چند اہم ادبی شخصیات کے احوالِ عید کو قلم بند کیا جاسکے۔

علامہ کی چاندرات اور دہی والی سویاں

اس خطے کے عظیم مفکر، شاعرِ مشرق علامہ اقبال کے ہاں رمضان کا اہتمام کیسے ہوتا تھا؟ اس کا کچھ احوال ان کے بیٹے، جسٹس (ر) جاوید اقبال کی خودنوشت 'اپنا گریباں چاک' میں ملتا ہے۔ وہ کتاب کے صفحہ نمبر 20 پر لکھتے ہیں کہ 'ماہ رمضان میں گھر میں والدہ اور دیگر خواتین باقاعدہ روزے رکھتیں اور قرآن شریف کی تلاوت کرتیں۔ گھر کے ملازم بھی روزے رکھتے'۔ چاندرات کی چند جھلکیاں بھی دستیاب ہیں۔ لکھتے ہیں:

جب عید کا چاند دکھائی دیتا ہے، تو گھر میں بڑی چہل پہل ہوجاتی۔ میں عموماً والد کو عید کا چاند دکھایا کرتا تھا۔ گو مجھے نہانے سے سخت نفرت تھی، لیکن اس شب گرم پانی سے والدہ نہلاتیں اور میں بڑے شوق سے نہاتا۔ نئے کپڑے یا جوتوں کا جوڑا سرہانے رکھ کر سوتا۔ صبح اٹھ کر نئے کپڑے پہنے جاتے، عیدی ملتی، کمخواب کی ایک اچکن، جس کے نقرئی بٹن تھے، مجھے والدہ پہنایا کرتیں۔ عید کی صبح علامہ اقبال کی سرگرمیوں کو انہوں نے یوں منظر کیا، میں والد کے ساتھ موٹر میں بیٹھ کر نماز پڑھنے جایا کرتا تھا۔ ان کی انگلی پکڑے شاہی مسجد میں داخل ہوتا اور ان کے ساتھ عید کی نماز ادا کرتا۔ نماز سے فارغ ہوکر میرے والد بہ مطابق معمول بارودخانہ میں میاں نظام الدین کی حویلی میں ان کے ساتھ کچھ وقت گزارتے۔ گھر واپس آکر والد کی عادت تھی کہ وہ عید کے روز سویوں پر دہی ڈال کر کھایا کرتے تھے۔ سارا دن انہیں ملنے والوں کا تانتا بندھا رہتا'۔

اقبال اپنے بیٹے جاوید اقبال کے ہمراہ

بخاری برادران کے الگ الگ انداز

زیڈ اے بخاری

معروف ماہرِ نشریات اور ادیب، زیڈ اے بخاری (سید ذوالفقار علی بخاری) نے نہ صرف پاکستان، بلکہ برِصغیر کی ریڈیو براڈکاسٹنگ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ ان کے بڑے بھائی، معروف مزاح نگار، معلم اور مترجم، پطرس بخاری سے تو پطرس کے مضامین کے ذریعے عہدِ حاضر کا طالب علم بھی خوب واقف ہے، بشرطیکہ اس نے اپنی نصابی کتب کو ایک بار پڑھا ہو۔

پطرس بخاری

گو زیڈ اے بخاری کی آپ بیتی سرگزشت کے متن میں دونوں بھائیوں کی عیدوں کا احوال نہیں ملتا، مگر کتاب کا پیش لفظ لکھنے والے فیض احمد فیض نے دونوں کا تذکرہ، بلکہ کہہ لیجیے موازنہ کرتے ہوئے ان کے معمولات پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

بڑے بخاری صاحب کو رسم ورواج سے سخت نفرت تھی۔ ہمیشہ سرگشتہ رسوم و قیود رہے۔ زیادہ سے زیادہ اپنے دو چار دوستوں کو جمع کرلیا اور عید بقرعید منا لی۔ وہ بھی کس طرح؟ چلو تماشا دیکھیں، تماشا کریں۔ سڑک پر بندر کا تماشا یا ریچھ کا ناچ ہو رہا ہے، تو موٹر روک لی اور کھڑے ہو کر دیکھنے اور اپنے احباب کو دکھانے لگے۔ خاص دکان پر گئے اور شربت یا فالودہ پی لیا۔ پھر پان کی دکان پر پہنچے اور خاص پان بنوا کر کھائے اور کھلائے۔

زیڈ اے بخاری

چھوٹے بخاری (زیڈ اے بخاری) کا طریقہ بالکل دوسرا تھا۔ عید کے دن کمرے یا ہال میں سفید چاندنی کا فرش ہے۔ گاؤ تکیے سے لگے بیٹھے ہیں۔ کشتیوں میں پان، سگریٹ، پھل، مٹھائی اور بچوں کے چاکلیٹ ٹافی۔ ملنے والے آئے۔ کسی سے گلے ملے، کسی کو گلے لگایا، بچوں کو پیار کیا، ان کی پیٹھ تھپکی۔ گاؤ تکیے کے نیچے 5، 5 یا 10، 10 کے نوٹ رکھے ہیں اور نکال نکال کر چھوٹوں کو عیدی دے رہے ہیں۔ شام کو کھانا، شعر یا موسیقی کی محفل۔ رت جگا اور دھوم دھڑکا۔

فیض صاحب کی بے رنگ عید

بخاری برادران کی عید کی ایسی پُرلطف منظرکشی کرنے والے فیض صاحب کو ایک بار انتہائی بے رنگ عید گزارنی پڑی۔ عید، جو تنہائی اور اداسی سے پُر تھی۔

یہ ان دنوں کی بات ہے، جب وہ راولپنڈی سازش کیس میں اسیر تھے۔ اپنی زوجہ، ایلس فیض کے نام خط میں انہوں نے اس عید کا تذکرہ کیا۔ یہ خط صلیبیں مرے دریچے میں کا حصہ بنا۔ لکھتے ہیں:

جیل میں جو بہت سے عیدیں آئیں اور گزر گئیں، ان میں یہ عید غالباً سب سے زیادہ ویران تھی۔ بالکل بے رنگ اجاڑ دن تھا، جس نے کوئی یاد یا آرزو بھی بیدار نہ کی۔ میں نے قیدیوں کی جماعت کے ساتھ نماز ادا کی، لیکن اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں کیا۔ صرف 'ڈان کوئکزوٹ' (Don Quixote) پڑھتا رہا۔ اور اب کے سانچو پانزا (ناول کا مزاحیہ کردار) پر بھی ہنسی نہیں آئی۔ اگلے ہفتے تم آؤ گی، تو ہم جھوٹ موٹ کا تہوار کا کچھ سماں پیدا کرلیں گے۔

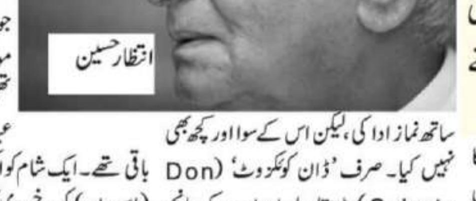

انتظار حسین

فیض احمد فیض اور انکی زوجہ ایلس فیض

سجاد ظہیر، فیض اور عید کی دعوت

راولپنڈی سازش کیس میں فیض اور سجاد ظہیر سمیت چند نامور شخصیات اسیر رہیں۔ فوج سے وابستہ اور بعد ازاں فکشن نگاری کی سمت آنے والے، ظفر اللہ پوشنی پر بھی مقدمہ ہوا۔ وہ ان شرپسندوں میں سب سے کم عمر تھے۔ انہوں نے اس زمانے کی یادوں کو زندگی زنداں دلی کا نام ہے کے زیرِ عنوان قلم بند کیا۔ جس میں عید سے جڑے چند دلچسپ واقعات ملتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

البتہ ایک نوازش ہمارے حال پر ضرور کی گئی اور وہ یہ کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقعے پر ہم تمام ملزموں کو اپنے عزیزوں کے ساتھ ایک ہی کمرے میں اکٹھا ہونے اور ان کے ساتھ کھانا کھانے کی خاص اجازت دے دی گئی۔ ہم نے مقدمے کی سماعت کے دوران میں ایسی کل 4 عیدیں حیدرآباد جیل میں گزاریں۔ ہم سب 4 گھنٹے تک ایک بڑے ہال میں اکٹھے بیٹھتے تھے، اور خوب رونق رہتی۔

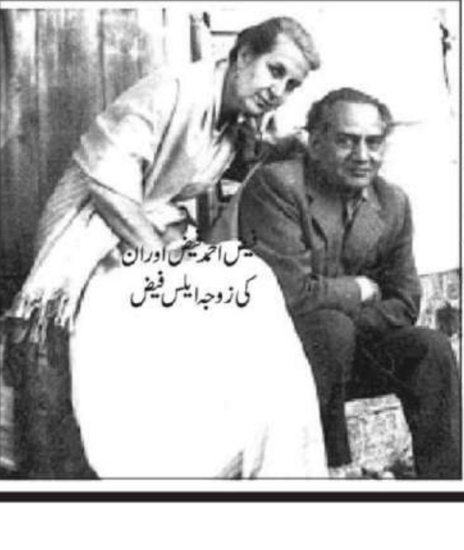

فیض احمد فیض اور ان کی زوجہ ایلس فیض

ظفر اللہ پوشنی

اسی مضمون میں ظفر اللہ پوشنی عید کے روز ملنے والی ظہرانے کی ایک دعوت کا ذکر کرتے ہیں، جو اسیروں کے درمیان موضوع بحث بن گئی تھی۔ ان کے بقول، عید میں ابھی چند روز باقی تھے۔ ایک شام کو اکبر خان نے دوستوں (اسیروں) کو یہ خبر دی کہ سرکاری وکیل مسٹر بروہی نے تمام ملزموں کو عید کے روز دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا ہے۔ ٭کس نے دعوت دی ہے؟، فیض نے حیران ہوکر پوچھا، ذرا پھر سے کہنا؟

ظفر اللہ پوشنی بھی حیران تھے۔ ایسے میں ایک صاحب نے طنزاً یہ کہہ کر بات آگے بڑھائی کہ وہ باہر لے جاکر کسی ہوٹل میں کھانا کھلائیں، تو بات بنے۔

مصنف کے مطابق عید آنے تک لنچ کی یہ دعوت زیرِ بحث رہی۔ جب فیض صاحب سے اس بابت پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا، یہ بلاوا اس قدر مضحکہ خیز ہے کہ اسے ضرور منظور کرلینا چاہیے۔

سجاد ظہیر نے فیض کی تائید کی، انہوں نے کہا کہ دنیا کی تاریخ میں آج تک کسی سرکاری وکیل نے ایسے ملزموں کو کھانے پر مدعو نہیں کیا ہوگا، جنہیں وہ عدالت میں غدار اور سنگین مجرم ثابت کرنے کی کوشش کررہا ہو۔

اکثریت دعوت قبول کرنے کے حق میں تھی، مگر بقول پوشنی میجر حسن خان لٹھ لے کر میدان میں کود پڑے۔ سرکاری وکیل کے بھی لتے لیے، اپنے دوستوں کو بھی خوب سنائی۔

بحث بڑھی، شگوفے بھی پھوٹے، پُرلطف جملے کہے گئے، مگر آخر میں فیض صاحب نے حسن خان سے کہا۔

حسن خان، مجھے دوستی زیادہ عزیز ہے، اگرچہ میں ذاتی طور پر دعوت نامہ منظور کرنے کے حق میں ہوں، لیکن میں اسے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ چونکہ تمہیں اس بات پر شدید اعتراض ہے، اس لیے برادرم من میں لنچ پر نہیں جاؤں گا۔

یوں عید کے روز ہونے والا ایک تاریخی ظہرانہ کوئی آہ بھرے بغیر۔۔۔ خاموشی سے دم توڑ گیا۔

عید اور انتظار صاحب کا ایک پُرلطف کالم

اچھا، چھوٹی عید کا معاملہ رویتِ ہلال سے جڑا ہے۔ آج بھی پاکستان سمیت کئی ممالک میں اسی طریقے کی پیروی رائج ہے۔ اس وجہ سے جہاں دلچسپ واقعات جنم لیتے ہیں، وہیں تنازعات بھی کھڑے ہوئے۔ لکھنے والوں کو اس کا ادراک رہا۔ اپنے انتظار صاحب ہی کو لیجیے۔

انتظار حسین کا شمار جہاں اردو کے ممتاز فکشن نگاروں میں ہوتا ہے، وہیں ان کے کالم بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ ان کی کتاب قصہ کوتاہ میں آصف فرخی نے انتظار صاحب کے کالموں کا احاطہ کیا ہے، جس میں شامل ایک کالم ہلال عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے۔ میں وہ اس تہوار کے بدلتے رنگ، رویتِ ہلال کمیٹی اور دہشت گردی کے خطرات پر تبصرے کرتے ہیں۔ چند لقمے پیشِ خدمت ہیں:

1: عید بے اعتبار تہوار ہے، جس تہوار کا انحصار رویتِ ہلال پر ہو یا کہہ لیجیے چاند دیکھنے پر ہو، اس کا اعتبار معلوم۔ سوا گر یہ کالم یاروں کی نظر سے عید کے دن گزر رہے، تو پھر اسے عید مبارک کا مضمون سمجھا جائے۔

2: یہ جو عید کے ساتھ چاند کی دید کی پخ لگی ہوئی ہے، ارے آپ اسے پخ کہتے ہیں۔ عید منانے والوں سے پوچھو۔ شام کو ان سب کے دم چاند میں اٹکے ہوتے ہیں۔ چاند نظر آگیا، تو وہ رات چاندرات، ورنہ پھر اندھیری رات۔

3: عید کے چاند کی دید پر جو خوشی منائی جاتی ہے، اس کے طفیل یوں سمجھو کہ چاندرات اپنی جگہ ایک تہوار بن گئی ہے۔ مگر اب بیچ میں آگئی ہے رویتِ ہلال کمیٹی، اس کی رویت نے تو چاندرات کا مزہ ہی کرکرا کردیا۔ 4: اب ہم پولیس کے پہرے میں نماز عید ادا کرتے ہیں اور جب عید کے بعد اپنے پرائے، یار آشنا اور اجنبی گلے ملتے ہیں، تو ہمارا دل دھکڑ پکڑ کرنے لگتا ہے کہ جانے بیچ میں کون اجنبی گلے ملنے میں کیا گل کھلائے۔ کہیں ہم یاروں سے عید ملتے ملتے کسی خودکش حملے آور سے تو بغل گیر نہیں ہوجائیں۔

محمد حمید شاہد

محمد حمید شاہد کی عید سے جڑی ذرخیز یادیں

ممتاز فکشن نگار اور نقاد، محمد حمید شاہد کے مطابق ان کے بچپن کے زمانے کی عید کا رنگ ہی اور تھا۔ عید ایک مکمل پیکج ہوا کرتی تھی صاحب۔ تہوار کا آغاز عید کی صبح سے نہیں بلکہ ان سحری جگانے والوں سے ہوتا، جو چاند نظر آنے کے بعد عید مبارک کہنے اور عیدی لینے آیا کرتے تھے۔ والد صاحب چھت پر چڑھ کر چاند دیکھا کرتے تھے۔ انہیں بھی کاندھے پر بیٹھا لیتے۔ جہاں اشارہ کرتے، وہیں بچوں کو چاند نظر آجاتا۔ یہی عید کا طلسم تھا۔ گھر میں چہل پہل ہوتی۔ رات میں حلوے کی تیاری شروع ہوجاتی۔ لڑکوں کے جوڑے، لڑکیوں کی چوڑیاں۔ صبح عیدگاہ جانا، جہاں مسلکی تفریق کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔

محمد حمید شاہد

نماز کے بعد سب قبرستان جاتے۔ بعد ازاں عیدی ملتی، مگر وہ آج جیسی عیدی نہیں تھی۔ شہر سے باہر میلہ لگتا تھا، جہاں مردوں اور عورتوں کے الگ الگ حصے ہوتے۔ وہاں کھانے پینے کی اشیا کے اسٹال ہوتے، جھولے لگتے۔ وہیں انہوں نے کبڈی کے مقابلے اور بیلوں کی دوڑ دیکھی۔ محمد حمید شاہد کے مطابق اس وقت عید میں زندگی کی بھرپور شرکت نظر آتی تھی۔ اب یہ زمانہ عنقا ہوا۔

حروف آخر

صاحبو، عید کا ذکر ادیبوں اور شعر کے ہاں جا بجا ملتا ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ بدلتے رجحانات اور رویوں نے اس تہوار کو یکسر بدل دیا۔ ماضی میں عید کی جو گہما گہمی، جو ملنا جلنا ہوتا تھا، وہ اب دکھائی نہیں دیتا۔ کورونا سے پہلے ہی ہم نے اپنی خوشیوں کو قرنطینہ کرلیا تھا۔ اب تو حالات دگرگوں ہیں۔ نمازِ عید اور مختصر سے اکٹھ کے بعد ہم موبائل فونز میں گم ہوجاتے ہیں۔ ڈیجیٹل دنیا میں ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں مگر حقیقی دنیا میں اپنوں سے دُور ہوتے جاتے ہیں۔ اس لاعلمی پر ظفر اقبال کا شعر یاد آتا ہے:

تجھ کو میری نہ مجھے تیری خبر جائے گی
عید اب کے بھی دبے پاؤں گزر جائے گی

پیروی کرتے تھے، تقلید کیا کرتے تھے
میری ہر بات کی، تائید کیا کرتے تھے
اب خُدا جانے کہاں، اُن کے ٹھکانے ہیں
جو مرے ساتھ کبھی، عید کیا کرتے تھے

عیدالفطر پر لذیذ پکوان

تھوڑی سی احتیاط کرلیں تو صحت بھی، مزہ بھی

عیدالفطر انتہائی خوشی ومسرت کا اسلامی تہوار ہے۔ میٹھی عید پر نمازِ عید سے پہلے اور بعد میں ہر گھر میں انواع واقسام کی ڈشز تیار ہوتی ہیں جنہیں بچے بڑے سب بہت ذوق وشوق سے کھاتے ہیں۔ میٹھی عید پر میٹھی سویاں، پھینیاں، شیر خرما، سوجی کا حلوہ، کھیر، شاہی ٹکڑے، گلاب جامن اور لذیذ رس ملائی کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے جو سب بے حد پسند کرتے ہیں۔ رمضان المبارک کے روزے، عبادات، سحری وافطاری کی طرح عیدالفطر کا بھی اپنا مزا ہے۔ اس دن ہر طرف خوشیوں کا سماں ہوتا ہے اور اس دن اللہ رب العزت نے روزے کی بجائے کھانے پینے اور خوشی منانے کا حکم دیا ہے۔ عید کی خوشی مناتے ہوئے ہمیں کھانے میں اعتدال سے کام لینا چاہئے۔ خصوصاً شوگر، بلڈ پریشر، امراض قلب اور جوڑوں کے درد میں مبتلا افراد کو اپنی غذا کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ رمضان المبارک میں تمام اعضاء انسانی کو شفاء اور آرام میسر آتا ہے۔ لیکن مہینے بھر کے روزے رکھنے کے بعد بعض افراد ایک دن میں ہی خوب کھا پی کر زوالِ صحت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اعصابی بیماریاں، ہائی بلڈ پریشر، شوگر اور پیٹ کی متعدد امراض زیادہ کھانے سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ لہٰذا اچھی صحت کے لئے پرخوری سے بچنا چاہئے۔

عید کے پرمسرت موقع پر میٹھی سویاں ایک بہترین ڈش ہے جو تقریباً ہر گھر میں تیار ہوتی ہے۔ اسے خشک دودھ، الائچی، پستے، بادام، زعفران اور سویوں کے ساتھ بنایا جاتا ہے اور چاندی کے اوراق سے سجا کر پیش کیا جاتا ہے۔ شیر خرمے کو کھجوروں اور کاجو کے ساتھ بنایا جاتا ہے جبکہ میٹھی سویوں میں دودھ اور کھویا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ غذائیت اور ذائقے سے بھرپور ہوتی ہیں۔ خشک میوہ جات اور سبز الائچی کی خوشبو سے اس کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ دیسی گھی میں تیار کردہ سویاں ذائقہ اور غذائیت میں بے مثل ہوتی ہیں۔ میٹھی سویاں/پھینیاں ذیابیطس، امراض قلب کے مریضوں اور موٹے افراد کے لئے نقصان کا باعث ہیں کیونکہ ان امراض میں چینی اور گھی کا استعمال صحت کے لئے موزوں نہیں ہے۔ ایسے مریضوں کو مصنوعی سویٹنرز اور بالائی کے بغیر دودھ میں سویاں بنا کر کھلائی جائیں۔ چونکہ دودھ میں کیلشیم اور فاسفورس کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اس لئے کڈنی کے مریض اسے آدھے کپ سے زیادہ مقدار میں استعمال نہ کریں۔ مزید برآں کشمش اور کھجوروں کے استعمال سے مکمل اجتناب ضروری ہے۔ گردے کے مریضوں کو سویاں بہت ہی کم مقدار زیتون یا کنولا آئل میں بھون کر کھلائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ رس ملائی پنیر/خشک دودھ، انڈے، بادام، پستہ، الائچی، آئل اور چینی سے تیار کی جاتی ہے انتہائی خوش ذائقہ اور لذیذ ڈش ہے جو ہمہ قسم وٹامنز اور منرلز سے بھرپور ہوتی ہے اس کے لئے بھی درج بالا ہدایات و پرہیز پر عمل کیا جائے۔

عید کے موقع پر سوجی کا حلوہ بہت مقبول ہے جسے نان چنے اور پوری کیساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ حلوہ دیسی گھی میں سوجی کومختلف میوہ جات اور چینی کے ساتھ بھون کر تیار کیا جاتا ہے۔ یہ انیمیا (Anemia) یعنی خون کی کمی کو دور کرتا ہے۔ چونکہ اس میں سوڈیم کی مقدار نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے اس لئے گردے کے مریض بھی اسے کھا کر میٹھی عید کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ یہ ہر عمر کے افراد کے لئے یکساں مفید ہے، جسمانی طاقت میں بے پناہ اضافہ کرتا ہے۔ اس کا گلائیسمک انڈکس کم ہونے کی وجہ سے ذیابیطس کے مریض اسے چینی کے بغیر استعمال کر سکتے ہیں۔ وزن گھٹانے کے لئے سوجی کا حلوہ کم چینی اور گھی کے ساتھ استعمال کریں تو کافی فائدہ ہوتا ہے۔

سوجی کو گندم کی بھوسی/چھان/چوکر سے بنایا جاتا ہے اس لئے گلوٹن سے الرجی/چھوٹی آنت کی پروٹین سے الرجی (Celiac Disease) کے مریض اس سے مکمل پرہیز کریں۔ دودھ میں موجود ایک پروٹین لیکٹوز (lactose) کو ہضم کرنے کی طاقت نہ رکھنے والے افراد کو چاہئے کہ وہ سوجی کو دودھ کے بغیر پکوائیں یا اسے کھانے سے اجتناب کریں۔ عید پر بننے والی نمکین ڈشز میں چنا چاٹ سب سے مقبول ہے ہمارے ہاں آلو چنا چاٹ کو املی کی چٹنی، باریک پیاز، کالی مرچ، شملہ مرچ اور ٹماٹر کے ساتھ بنایا جاتا ہے۔ اسے پاپڑی، نمکین سویوں اور آلو بخارے کی چٹنی کے ساتھ بھی پیش کیا جاتا ہے۔ غذائی لحاظ سے یہ پروٹین، کاربوہائیڈریٹس، صحت بخش چکنائی، وٹامن کے، وٹامن بی کمپلکس، کیلشیم اور آئرن سے بھرپور ہے۔ اس کے علاوہ یہ جسم کے لئے توانائی بخش اور جلد پیٹ بھرنے والی غذا ہے۔ چنے جسم میں نقصان دہ کولیسٹرول بننے سے روکتے ہیں۔ ہائی بلڈ پریشر کے مریض چنا چاٹ میں نمک اور دیگر مصالحہ جات کی بجائے لیموں کا رس یا املی کا پانی استعمال کریں۔ ڈائیلسز کے مریض آدھا کپ ابلے چنے کھا سکتے ہیں لیکن اس میں نمک، املی کا پانی، مصالحہ جات اور دہی کا استعمال بالکل نہ کریں۔ یاد رکھیں، ماہ رمضان میں مسلسل روزے رکھنے سے انسانی معدہ نرم ہوجاتا ہے اس لئے فوری طور پر سخت غذا نہ کھائی جائے۔ سادہ غذا انسانی صحت کے لئے بہتر ہے۔ عید الفطر کے موقع پر مرغن غذاؤں، قیمہ، سری، پائے، مغز، کلیجی، تیز مرچ اور مصالحہ دار کھانوں سے پرہیز کیا جائے۔

کسی جگہ مجبوراً کھانا پڑے تو بہت کم مقدار میں کھائیں۔ پرتکلف عیدملن دعوتوں میں ضرورت سے زیادہ نہ کھایا جائے۔ غذا میں پھلوں اور سبزیوں کا استعمال لازمی کیا جائے۔ اس لئے فروٹ چاٹ اور سلاد کو اپنے دسترخوان کا حصہ بنائیں۔ گوشت پروٹینز اور توانائی سے بھرپور ہوتا ہے اور یہ متوازن غذا کا اہم جزو ہے جو انسانی صحت اور زندگی کے لئے بہت ضروری ہے۔ عید پر شاہی قورمہ، مٹن فرائی، اچار گوشت، سیخ کباب، اسٹف چکن اور ملائی بوٹی کو بے حد پسند کیا جاتا ہے۔ عموماً ایک فرد کے لئے دن میں ایک سو گرام گوشت کافی ہوتا ہے اس سے زیادہ استعمال مضر ہے۔ بیف اور مٹن میں کولیسٹرول بہت زیادہ ہوتا ہے۔ گوشت کا بکثرت استعمال امراض قلب، شرائین کی تنگی، معدہ وانتڑیوں کی سوزش، جوڑوں کا درد، بلڈ پریشر اور کینسر کا سبب ہوسکتا ہے۔ ہفتے میں صرف دو مرتبہ مٹن یا بیف پکائیں باقی اوقات میں سبزیوں کا سالن اور پھلوں کا استعمال کرنا چاہئے۔ اسی طرح چکن/مرغی کا گوشت کیلوریز اور پروٹین سے بھرپور ہوتا ہے لیکن اس کا بھی ضرورت سے زیادہ استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ بازاری برائلر کی بجائے قدرتی غذاؤں پر پلنے والے دیسی مرغ کا گوشت زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ بریانی عید پارٹیز کی اہم ڈش ہے جو تقریباً ہر گھر کے دسترخوان کی زینت بنتی ہے اس میں مصالحے کم مقدار میں استعمال کرنے چاہئیں۔ امراض گردہ، ذیابیطس اور موٹاپا کا شکار لوگ چاول سے دور رہیں۔ چاول نشاستہ سے بھرپور ہوتے ہیں انہیں پکاتے وقت تھوڑا سا ناریل کا تیل ڈال دیں تو اس کے مضر اثرات کم ہوجاتے ہیں۔ باسی چاول کھانے سے فوڈ پوائزنگ کا خطرہ ہوتا ہے۔ اکثر لوگ وافر مقدار میں کھا پی کر بدہضمی، اسہال، پیٹ درد اور بخار کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بدہضمی، گیس اور ہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے پودینہ 50 گرام، زیرہ سفید 25 گرام اور اجوائن دیسی 50 گرام، نمک سیاہ 20 گرام اور کلونجی 30 گرام باریک پیس لیں۔ ہر کھانے کے بعد ایک سے ڈیڑھ چائے کا چمچ سفوف پانی کے ساتھ کھائیں، انشاء اللہ معدہ میں غذا ٹھیک طرح ہضم ہوگی۔ یہ سفوف خالی معدہ بھی کھایا جاسکتا ہے۔ السر معدہ اور ہائی بلڈ پریشر کے مریض یہ سفوف اپنے معالج کے مشورہ سے کھائیں۔

عید پر میٹھے پکوان، مٹن بیف، چکن کڑاہی اور تکے کباب کھائے جاتے ہیں۔ انہیں کھانے کے بعد دانتوں کو صاف بھی نہیں کیا جاتا جس سے دانتوں اور مسوڑوں کی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں، لہٰذا کھانے کے بعد دانتوں کا خلال اور مسواک کو عادت بنائیں۔ گوشت میں کدو یا ٹینڈے شامل کرکے پکایا جائے یہ سنت نبوی ﷺ بھی ہے۔ اس کے ساتھ اناج اور سبزیوں/سلاد کا استعمال ضروری ہے نیز دہی کا رائتہ لازمی کھائیں۔ سالن/گوشت کو زود ہضم بنانے کے لئے کم مصالحے میں بنایا جائے اور سلاد کے طور پر پھل سبزیاں کھائیں تاکہ جسم کو فائبر ملتا رہے۔ گوشت کو پکانے کیلئے عام تیل، گھی، چربی اور مکھن کی بجائے زیتون، سویا بین، کنولا آئل استعمال کریں اور گوشت کا سالن پکاتے وقت اس میں زیرہ، الائچی اور دہی ضرور استعمال کریں تاکہ درست ہضم ہو۔ گوشت کے ساتھ پودینہ، انار دانہ اور زیرہ کی چٹنی اور رائتہ ضرور لیں۔ رمضان المبارک کے بعد بعض لوگ بہت زیادہ کھانے پینے لگتے ہیں تاکہ رمضان کی کمی پوری کرسکیں یہ سوچ بالکل غلط ہے، خوراک میں اعتدال ضروری ہے۔ عید پر اپنی غذا اور صحت کا خیال رکھنا دانشمندی ہے کیونکہ صحت وتندرستی کے ساتھ ہی زندگی کا اصل مزا ہے اور عید کی خوشیاں بہتر طور پر منائی جاسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں امراض سے محفوظ رکھیں اور بیماروں کو صحت کاملہ عاجلہ ونافعہ عطا فرمائیں۔ آمین۔

عید کے دن کا وظیفہ

جو شخص عید کے دِن تین سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" پڑھے اور فَوت شُدہ مسلمانوں کی اَرواح کو اِس کا ایصالِ ثواب کرے تو ہر مسلمان کی قَبر میں ایک ہزار انوار داخِل ہوتے ہیں اور جب وہ پڑھنے والا خود مَرے گا، اللہ تعالیٰ اُس کی قَبر میں بھی ایک ہزار انوار داخِل فرمائیگا۔

(یہ وِرد دونوں عیدَین میں کیا جاسکتا ہے) (مکاشفۃ القلوب ص ۳۰۸)

عُود، عید اور دید

سہیل احمد صدیقی

عیدالفطر یا عرف عام میں میٹھی عید یا چھوٹی عید ہمارے لیے دینی ودنیوی ہر لحاظ سے باعث مسرت ہے۔

عید کا چاند نظر آئے تو کیا روزہ دار، کیا روزہ خور، کیا غریب، کیا امیر، سبھی کے چہرے کِھل اُٹھتے ہیں۔ یہ الگ بات کہ رمضان المبارک کے پُرنور مہینے کے بعد، عیدالفطر کی بہار اپنی جگہ بہت اہم، مگر معاشرتی تفاوت کی وجہ سے غریب اور متوسط طبقے کی عید اُس طرح نمایاں نہیں ہوتی جیسے امیروں کی ہوتی ہے۔

ہم اپنے دین کی تعلیمات بھی اپنے اپنے مفاد اور موقع دیکھ کر یاد کرتے اور اُن پر عمل کرتے ہیں۔ حساس ذہن والا شخص تو کبھی خاموش نہیں رہتا اور ایسے میں اگر وہ شاعر یا نثر نگار ہو تو اپنا تاثر بھرپور انداز میں پیش کیے بغیر نہیں رہتا۔ جدید اردو شعراء میں 'عید کے چاند' کے موضوع پر شاید ہی کسی نے ساغر صدیقی سے بہتر طبع آزمائی کی ہو۔ ساغر صدیقی نے کہا تھا:

چاک دامن کو جو دیکھا تو ملا عید کا چاند
اپنی تصویر کہاں بھول گیا عید کا چاند
اُن کے اَبروئے خمیدہ کی طرح تیکھا ہے
اپنی آنکھوں میں بڑی دیر چُھپا عید کا چاند
جانے کیوں آپ کے رُخسار مہک اُٹھتے ہیں
جب کبھی کان میں چپکے سے کہا عید کا چاند
دُور ویران بسیرے میں دیا ہو جیسے
غم کی دیوار سے دیکھا تو لگا عید کا چاند
لے کے حالات کے صحراؤں میں آجاتا ہے
آج بھی خُلد کی رنگین فضاء عید کا چاند
تلخیاں بڑھ گئیں جب زیست کے پیمانے میں
گھول کر دَرد کے ماروں نے پیا عید کا چاند
چشم تو وُسعتِ افلاک میں کھوئی ساغرؔ
دل نے اک اور جگہ ڈھونڈ لیا عید کا چاند

عید کا عُود سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ {یہ وہی عُود ہے جس کا شمار آج بھی بیش قیمت عطور (عطر کی جمع) میں ہوتا ہے}۔ عُود کا لغوی مطلب ہے، لَوٹ کر واپس آنے والی چیز، چونکہ عید سال پورا ہونے پر دوبارہ آتی ہے، اس لیے اسے یہ نام دیا گیا۔ اور عید کی خوشیاں مناتے مناتے یہ بھی یاد رہے کہ جو لوگ سنت رسول (ﷺ) کی ہمہ وقت اتباع کرتے ہیں، وہ دیگر خوشبوؤں کی طرح، عُود بھی استعمال کرتے ہیں۔

عید کے موضوع پر اردو کے اولین عوامی شاعر نظیر اکبرآبادی نے کیا خوب کہا تھا:

یوں لب سے اپنے نکلے ہے اب بار بار آہ
کرتا ہے جس طرح کہ دلِ بے قرار آہ
ہم عید کے بھی دن رہے امیدوار آہ !
ہو جی میں اپنے عید کی فرحت سے شاد کام
خوباں سے اپنے اپنے لیے سب نے دل کے کام
دل کھول کھول سب ملے آپس میں خاص و عام
آغوشِ خلق گل بدنوں سے بھرے تمام
خالی رہا پر ایک ہمارا کنار آہ!
کیا پوچھتے ہو شوخ سے ملنے کی اب خبر
کتنا ہی جستجو میں پھرے ہم اِدھر اُدھر
لیکن ملا نہ ہم سے وہ عیار، فتنہ گر
ملنا تو اک طرف ہے عزیزو کہ بھر نظر
پوشاک کی بھی ہم نے نہ دیکھی بہار آہ!
رکھتے تھے ہم امید یہ دل میں کہ عید کو
کیا کیا گلے لگاویں گے دل بر کو شاد ہو
سو تو وہ آج بھی نہ ملا شوخ حیلہ جو
تھی آس عید کی سو گئی وہ بھی دوستو
اب دیکھیں کیا کرے دلِ امیدوار آہ!
اس سنگ دل کی ہم نے غرض جب سے چاہ کی
دیکھا نہ اپنے دل کو کبھی ایک دم خوشی
کچھ اب ہی اس کی جورو تعدّی نہیں نئی
ہر عید میں ہمیں تو سدا یاس ہی رہی
کافر کبھی نہ ہم سے ہوا ہمکنار آہ!
اقرار ہم سے تھا کئی دن آگے عید سے
یعنی کہ عید گاہ کو جاویں گے تم کو لے
آخر کو، ہم کو چھوڑ گئے ساتھ اور کے
ہم ہاتھ ملتے رہ گئے اور راہ دیکھتے
کیا کیا غرض سہا ستم انتظار آہ
کیوں کر لگیں نہ دل میں مرے حسرتوں کے تیر
دن عید کے بھی مجھ سے ہوا وہ کنارہ گیر
اس درد کو وہ سمجھے جو ہو عشق کا اسیر
جس عید میں کہ یار سے ملنا نہ ہو نظیرؔ
اس کے اُپر تو حیف ہے اور صد ہزار آہ!

(اُپَر: اوپر)

عیدالفطر یا عرف عام میں میٹھی عید یا چھوٹی عید ہمارے لیے دینی ودنیوی ہر لحاظ سے باعث مسرت ہے۔ (ضمنی نکتہ: درست لفظ دُنیَوی ہے، 'یے' پر زبر کے ساتھ، دنیاوی نہیں)۔ اصل خوشی تو خدا کے اُن نیک بندوں کی ہوتی ہے جو رمضان المبارک کے پورے روزے، پورے اہتمام سے رکھتے ہیں، فرائض وسُنَن و نوافل کا خوب خوب التزام کرتے ہیں اور ہمہ وقت اپنے رب کو راضی کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔

دینی حوالے سے تو یہ تصور مستحکم ہے، مگر دنیادار عید کو بھی کسی دنیوی تہوار (تیوہار) کی طرح اور کسی بھی دین دار سے کہیں زیادہ جوش وخروش سے مناتے ہیں۔ جو روزہ نہیں رکھتے، عبادت سے کوسوں دور ہوتے ہیں، اُنھی کی خریداری اور ہر طرح کی شوشا، سب سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ ان سطور کا راقم ایک شاعر ہے۔ ہمارے یہاں شاعر کا روایتی تصور اب بھی بہت سے اذہان میں یہی ہے کہ "بالکل فارغ، عیش پرست، فقط داد وشہرت کے طالب......"۔ سو جب عید کی بات ہوتی ہے تو اُن کا حوالہ بھی اس قسم کے اشعار ہوا کرتے ہیں:

ع: ہر شب، شبِ برات ہے، ہر روز عید ہے
سوتا ہوں ہاتھ گردنِ مینا میں ڈال کر (آتشؔ)

(پہلا مصرع یوں غلط مشہور ہے: ہر روز، روز عید ہے، ہر شب، شب برات)

اب شرعی اعتراض تو وارد ہوتا ہے، مگر شاعر کو اِس سے کیا۔ ویسے بھی اُس نے کون سا 'شب برأت' کہا تھا۔ اور بات یہیں پر نہیں رکتی، بلکہ لمس (اور قرب) کی اہمیت عاشق کی نظر میں اتنی اہم ہوتی ہے کہ وہ کہتا ہے:

ہے روز عید، رنجش خاطر کو دو سلام
آؤ گلے لگو مرے، کیسی نہیں نہیں
(مفتی صدرالدین آزردہؔ)

]لطف کی بات یہ ہے کہ انگریز کے ہاتھوں معتوب ہونے والے، میرزا غالب کے یہ دوست، مفتی صاحب اپنے وقت کے ممتاز سخنور، اردو میں جدید علوم کے ابتدائی مباحث میں شریک اور جیّد عالم دین تھے[۔ یہ وہی بات ہے جو دیگر شعراء نے قدرے فرق سے بیان کی:

عید کا دن ہے، گلے آج تو مل لے ظالم
رسم دنیا بھی ہے، موقع بھی ہے، دستور بھی ہے

(پہلا مصرع یوں بھی مشہور ہے، مگر غلط ہے: عید کا دن ہے، گلے ہنس کے لگا کر ملئے)

عید کے دن جب عاشقِ زار کو کسی غیر سے یا رقیب سے گلے ملنا پڑ جائے تو وہ بے اختیار پکار اٹھتا ہے:

محفل میں تیری عید کے دن، میرے گلے سے
وہ کون سا 'فتنہ' ہے جو اُٹھ کر نہیں ملتا

عیدالفطر اَب اس طرح کم منائی جاتی ہے جس طرح آج سے بہت سال قبل منائی جاتی تھی۔ عید کا چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جاتا تھا، ہلال کی دید کے بعد، بزرگوں کو سلام کرتے ہوئے دعائیں لی جاتیں اور پھر عید کے لباس، پکوان سمیت تمام امور کا سلسلہ جاری ہوتا۔ رمضان المبارک میں ایک مصروفیت، عمدہ نمونے اور اچھے اشعار سے مزین، مرصع عید کارڈ کی تلاش اور اسے اپنے احباب، اعزہ اور واقفین کو ڈاک سے ارسال کرنے کی بھی ہوا کرتی تھی جو انٹرنیٹ، موبائل فون اور واٹس ایپ جیسے جدید طریقہ ہائے ربط وضبط نے تقریباً ختم کردی۔

ڈاک کا محکمہ بھی اس قدر بدنام ہوچکا ہے کہ لوگ اتنی زحمت اٹھانا پسند نہیں کرتے۔ دوسروں کی بات ہی کیا یہ خاکسار بھی اس ضمن میں 'جدت پسند' یا 'جدیدیت زدہ' ہوچکا ہے۔ بات کی بات ہے کہ اَب عید کارڈ بھی پہلے جیسے نہیں رہے، بس سب کچھ بدل گیا ہے۔ پیار کا سلسلہ بھی Fast forward ہے اور اظہار کا طریقہ بھی۔ اب تو لوگ "سب کچھ" کرکے، اخلاقاً ILU=love you کہہ دیتے ہیں اور ایسا تو زندگی میں بار بار بھی ہوتا رہتا ہے۔ اب وہ پہلے جیسا دقیانوسی، You know......Out dated. کتابی عشق تو رہا نہیں کہ اظہار الفت کو بھی اک عمر درکار ہوتی، اور تو اور، کچھ کا تو یہ حال ہوتا:

ع: کٹ گئی احتیاطِ عشق میں عمر
ہم سے اظہارِ مدعا نہ ہوا
(حسرتؔ موہانی)

اب تو اکثر لوگ، رمضان شریف کے اواخر میں، رات گئے یا ساری رات بازاروں میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں، تھکن سے چُور گھر آتے ہیں تو عالم یہ ہوتا ہے کہ بعض تو عید کی نماز پڑھے بغیر ہی سوجاتے ہیں اور دن چڑھے سو کر اٹھتے ہیں۔ رہا چاند تو اَب اُس کا وہ دینی کیا رومانوی تصور بھی کتابوں میں رہ گیا جس پر ہر چھوٹا بڑا شاعر، حتیٰ کہ تُک بند بھی طبع آزمائی ضرور کرتا۔ ایسے اشعار تو اَب کتابوں کی زینت ہیں:

دیکھا ہلال عید تو احساس یہ ہوا
لو ایک سال اور جدائی میں کٹ گیا

---☆---

ہلال عید کا ہم باہم دیکھتے ہیں
گلے مل رہی ہیں ہماری نگاہیں

---☆---

ہلال عید کو دیکھو تو روک لو آنسو
جو ہو سکے تو محبت کا احترام کرو

---☆---

تیری پیشانی پہ تحریر پیام عید ہے
شام تیری کیا ہے، صبح عیش کی تمہید ہے

]عموماً پہلی تاریخ کے چاند کو ہلال کہا جاتا ہے، مگر اہل عرب کے نزدیک، ابتدائی دو اور آخری دو راتوں کا چاند ہلال ہوتا ہے، جبکہ پورے چاند کو بدر اور دیگر تاریخوں میں قمر کہتے ہیں۔ ہلال کے لیے لفظ 'غرّہ' بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ علامہ اقبال نے استعمال کیا[

غرّہ شوال! اے نورِ نگاہِ روزہ دار
آ کہ تھے تیرے لیے مسلم سراپا انتظار

اور علامہ اقبال نے کسی اور موقع پر کسی کی فرمائش پر عید کی مناسبت سے ایسے اشعار بھی لکھے تھے:

پیام عیش ومسرت ہمیں سناتا ہے
ہلال عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے

]تعجب کی بات ہے کہ اردو کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ پورے چاند کے لیے تو ہمارے پاس بدر، بدرِ کامل، ماہِ کامل، پُونم اور ماہِ تمام جیسے الفاظ موجود ہیں، مگر پہلی کے چاند کے لیے ہلال اور غرّہ کے سوا کچھ نہیں[

رمضان شریف میں سرعام کھانے پینے کی پابندی سے کوئی مسئلہ ہو نہ ہو، اکثر نام نہاد 'روشن خیال' اس سے بہت چڑتے ہیں کہ یہ اُن کے خیال میں زیادتی ہے۔ وہ تو صرف پینے ہی میں اتنا آگے جانا چاہتے ہیں کہ "کھل کر" پئیں، نام کے مسلمان بھی کہلائیں اور Liberals میں بھی شمار ہوتا رہے، گویا وہی معاملہ ہے کہ بقول جلالؔ لکھنوی

شب کو مئے خوب سی پی، صبح کو توبہ کرلی
رند کے رند رہے، ہاتھ سے جنت نہ گئی

عید کے رسم ورواج میں بھلے ہی کمی بیشی ہوگئی ہو، عیدی کا تصور اَبھی برقرار ہے، یہ اور بات کہ اَب عیدی کا بڑا حصہ فقط بچوں ہی کی نذر ہوتا ہے۔ لغات پر نظر ڈالیں تو عیدی کی یہ تعریف سامنے آتی ہے: عیدی۔ اسم مؤنث: (۱)۔ عید کا انعام، عید کا خرچ جو بچوں کو دیا جائے۔ (۲)۔ وہ نظم جو استاد لوگ بچوں کو عید سے ایک روز قبل، کسی خوش نما کاغذ پر لکھ کر عید کی مبارک باد دیتے ہیں اور اس میں حق استادی وصول کرتے ہیں۔ (۳)۔ وہ مٹھائی اور نقدی وغیرہ جو عید کے دن سسرال سے آئے یا سسرال میں بھیجی جائے۔ (۴)۔ وہ خوش نما کاغذ جس پر عید کے اشعار یا قطعہ لکھتے ہیں۔

میں وہ مجنوں ہوں کہ میرا کاغذِ تصویر بھی
مثلِ عیدی باعثِ خوشنودیٔ اطفال ہے
(ذوقؔ)

اب عوام کیا خواص کیا، رمضان شریف کی رخصت کے ساتھ ہی سب کچھ رَوا ہوجانے کا خیال عام ہے اور آج سے نہیں، بلکہ صدیوں سے ایسے لوگ ہر دور میں موجود رہے جو عید کی آمد پر سب کچھ کرنا درست سمجھتے، یا، کم از کم عملاً ایسا ظاہر کرتے تھے۔ فارسی غزل کے اتباع میں ہمارے اساتذہ سخن (قُدَماء، متقدمین اور متاخرین سمیت) ایسے مضامین بھی نظم کرتے آئے ہیں:

آج بھی منع بادہ اے زاہد
ترے نزدیک عید، عید نہیں
(شیفتہؔ)

زمانہ ہو غم گیں بلا سے تری
ترے گھر میں تو عید قاتل ہوئی
(رندؔ لکھنوی)

(خالص تغزل کی خاطر عید کا مثبت تصور ہی غارت کردیا)

مگر اس سے قطع نظر بعض ایسے عمدہ اشعار بھی دیکھنے کو مل جاتے ہیں:

اللہ رے صبح عید کی، اُس شوخ کو خوشی
شانہ ہے اور زلفِ مُعَنبر تمام رات
(آتشؔ)

سب لوگ دیکھتے ہیں کھڑے چاند عید کا
مشتاق ہوں میں رشکِ قمر تیری دید کا
(بہادر شاہ ظفرؔ)

اب ہم لغات سے استفادہ کرتے ہوئے عید کا ذکر کرتے ہیں۔ عید سے متعلق اشعار کی طرح، محاورے بھی بہت ہیں، مگر یہاں صرف عیدالفطر کی نسبت سے ہی محاورے نقل ہوں گے:

محاورے میں عید کا چاند ہونا سے مراد وہ شخص جسے مدت دراز کے بعد، عین حالت انتظار یا حالت اشتیاق میں دیکھا جائے:

کبھی دکھاتا ہے صورت میں برسویں دن
غرض وہ مہر لقا، چاند عید کا ٹھہرا
(اسیرؔ لکھنوی)

کب سے شب فراق ہوں مشتاق دید کا
خورشید ہوگیا ہے مجھے چاند عید کا
(داغؔ)

آپ تو حق میں مرے ہوگئے اب عید کا چاند
کہ برس دن میں ادھر آج کرم تم نے کیا
(معروفؔ)

عید منانا: گر میکدے میں عید منائی تو کیا ہوا
ایسا ہی شیخ تیرا دوگانہ قضا ہوا
(داغؔ)

عید ہونا یا ہوجانا۔ فعل لازم: عید کا تہوار ہونا۔ نیز انتہائی خوشی ہونا، مراد برآنا

خدا شاہد ہے مجھ کو عید ہوتی
گلے سے تو نے لپٹایا تو ہوتا
(ممتازؔ)

یقیں جاں اس کو اے قاتل اسی دن عید ہوجائے
گلا جس روز رکھ دوں میں تری تیغ ہلالی پر
(اسیرؔ لکھنوی)

ماتم غیر میں تمھیں دیکھا
ورنہ یہ عید کس کے گھر نہ ہوئی
(داغؔ)

---☆---

ہوتی تھی مجھ کو عید سمندر میں اُس گھڑی
ٹھہرا جہاز جب کوئی ٹاپو نظر پڑا

---☆---

قتل کی سُن کے خبر، عید منائی میں نے
آج جس سے مجھے ملنا تھا گلے مل آیا

---☆---

عید کے پیچھے چاند مبارک۔ کہاوت: تہوار گزرنے کے بعد مبارک باد دینا۔

عید کے پیچھے ٹر۔ کہاوت: برات کے پیچھے دھونسا۔ وقت گزر جانے کے بعد، یا، بے موقع کسی کام کا کرنا، کیوں کہ جب تہوار نکل گیا تو خوشی کیسی اور جب برات چڑھ چکی تو باجے کس کام کے۔ (ٹر پنجاب کا ایک میلہ تھا جو عید کے دوسرے روز باغوں میں منایا جاتا تھا، یہ بعد میں دہلی میں بھی ہونے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل پنجاب باسی عید کو "ٹرو" کہتے ہیں۔)

ہمارے یہاں گاؤں دیہات میں یہ رواج بھی عام ہے کہ عید کے دن پیدا ہونے والے بچے کا نام عید یا عیدو رکھ دیا جائے۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ دروغ برگردن راوی، یوگینڈا کے سابق صدر عیدی امین (مرحوم) کا یہ نام اسی لیے تجویز ہوا کہ وہ عید کے دن پیدا ہوئے تھے۔ بچوں کے شاعر اور جدید اردو نظم کے معتبر سخنور، مولوی اسمٰعیل میرٹھی نے عید کے موقع پر یہ اصلاحی پیغام دیا تھا:

عید رمضاں ہے آج با عیش وسرور
ہم کو بھی ادائے تہنیت ہے منظور
اس عید سعید کی خوشی میں حضرت قومی بچوں کو یاد رکھیے گا ضرور

مزاحیہ اقتباسات

امریکی مزاح نگار روِل راجرز نے کہا ہے کہ صرف ایک چیز فلم انڈسٹری کو مار سکتی ہے اور وہ ہے تعلیم۔ اس لیے ہمیں تسلی ہے کہ پوری دنیا کی فلم انڈسٹری مر بھی گئی تو ہماری پھر بھی زندہ رہے گی۔

(ڈاکٹر یونس بٹ کی کتاب افراتفریح سے ایک اقتباس)

▼ مہاتما بدھ کہتا ہے۔ "اگر دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے مجھ سے پوچھا جاتا اور مجھے چوائس ملتی تو میں بوڑھا پیدا ہوتا اور بچہ ہو کر مرتا۔" ہر آدمی چاہے وہ کتنا بھی جوان نظر آنا چاہے مگر وہ رہنا بوڑھوں کی طرح چاہے گا۔

بوڑھے

▼ ہر پرانی چیز قیمتی ہوتی ہے۔ پرانا تو جھوٹ بھی نئے سچ سے زیادہ قابل اعتبار ہوتا ہے

انسان کی جتنی عزت بڑھاپے میں ہوتی ہے اتنی ساری زندگی نہیں ہوتی جس کی وجہ یہ ہے کہ بڑھاپے میں اس لیے عزت ہوتی ہے کہ اس وقت تک بندے کو جاننے والے ہم عمر بہت کم زندہ ہوتے ہیں، دنیا میں کوئی بوڑھا بے وقوف نہیں ہوتا، کیونکہ جو بے وقوف ہوتا ہے وہ بوڑھا نہیں ہوتا۔

دنیا میں تین قسم کے بوڑھے ہوتے ہیں ایک وہ جو خود کو بوڑھا سمجھتے ہیں دوسرے وہ جنھیں دوسرے بوڑھا سمجھتے ہیں اور تیسرے وہ جو واقعی بوڑھے ہوتے ہیں دنیا میں سب سے زیادہ مخلص، بوڑھا مخلص ہوتا ہے اور سب سے برا دشمن بوڑھا دشمن کیونکہ اس کا اپنا تو کوئی مستقبل نہیں لیکن وہ آپ کا مستقبل خراب کراسکتا ہے۔

بڑھاپے کی اس سے زیادہ برائی اور کیا ہوگی کہ آپ کو پاکستان کا صدر بننے کے لیے جس کوالیفیکیشن کی ضرورت ہے وہ صرف بڑھاپا ہے۔

دنیا میں جتنی عبادت ہوتی ہے اس میں نوے فیصد بڑھاپے میں ہوتی ہے۔ مجھے تو لگتا ہے قیامت میں بخشے نہ جانے والے لوگوں میں زیادہ تر وہی ہوں گے جنھیں بوڑھا ہونے کا موقع نہیں ملا ہوگا، اس دنیا کو جنت بنانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ تمام انسانوں کو بوڑھا کردیا جائے۔

اقوالِ یوسفی

▼ بابائے انگریزی ڈاکٹر سموئیل جانسن کا یہ قول دل کی سیاہی سے لکھنے کے لائق ہے کہ جو شخص روپے کے لالچ کے علاوہ کسی اور جذبے کے تحت کتاب لکھتا ہے، اس سے بڑا احمق روئے زمین پر کوئی نہیں۔

خود دیباچہ لکھنے میں وہی سہولت اور فائدے مضمر ہیں، جو خودکشی میں ہوتے ہیں۔ یعنی تاریخِ وفات، آلۂ قتل، اور موقع واردات کا انتخاب صاحب معاملہ خود کرتا ہے۔ اور تعزیراتِ پاکستان میں یہ واحد جرم ہے، جس کی سزا صرف اس صورت میں ملتی ہے کہ ملزم ارتکابِ جرم میں کامیاب نہ ہو۔

▼ انسان واحد حیوان ہے جو مصیبت پڑنے سے پہلے مایوس ہوجاتا ہے۔ انسان واحد جاندار ہے، جسے خلاقِ عالم نے اپنے حال پر رونے کے لیے غدودِ گریہ بخشے ہیں۔ کثرتِ استعمال سے یہ بڑھ جائیں تو حساس طنز نگار دنیا سے یوں خفا ہوجاتے ہیں جیسے اگلے وقتوں میں آقا نمک حرام لونڈیوں سے روٹھ جایا کرتے تھے۔

▼ تم اگر واقعی کسی احمق کی صورت نہیں دیکھنا چاہتے تو خود کو اپنے کمرے میں مقفل کرلو اور آئینہ توڑ کر پھینک دو۔

▼ مزاح، مذہب اور الکحل ہر چیز میں بآسانی حل ہوجاتے ہیں، بالخصوص اردو ادب میں۔

▼ جنگل بیابان میں ایک بچہ اپنی ماں سے چمٹ کر کہنے لگا کہ امی! اندھیرے میں مجھے ایک کالا دیو نظر آتا ہے اور مارے ڈر کے میری تو گھگی بندھ جاتی ہے۔ ماں نے جواب دیا، بیٹا تو مرد بچہ ہے۔ خوف کو دل سے نکال دے اب کی دفعہ جیسے ہی وہ دکھائی دے، آگے بڑھ کے حملہ کردینا۔ وہیں پتا چل جائے گا کہ حقیقت ہے یا محض تیرا وہم۔ بچے نے پوچھا، امی! اگر اس کالے دیو کی امی نے بھی اسے یہی نصیحت کر رکھی ہو تو۔۔۔؟

▼ فقیر کی گالی، عورت کے تھپڑ اور مسخرے کی بات سے آزردہ نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ قولِ فیصل ہمارا نہیں، مولنا عبید زاکانی کا ہے (از دشنامِ گدایاں وسیلیٔ زناں وزبانِ شاعراں ومسخرگاں مرنجید)

یادش بخیر! راہزن کے لغوی معنی مرزا نے اسی زمانے میں زنِ بازاری بتائے تھے! اور سچ تو یہ ہے کہ جب سے اس کے صحیح معنی معلوم ہوئے ہیں، غالب اور آتش کے مصرعوں 'ہو کر اسیر دابتے ہیں راہزن کے پاؤں' اور 'ہزار رہ زنِ امیدوار راہ میں ہے' کا سارا لطف ہی جاتا رہا۔ اب کہاں سے لاؤں وہ ناواقفیت کے مزے۔

TAMIR E-SIASAT
www.tameerurdudaily.com
दैनिक तामीर, बीड

عید الفطر: اہمیت اور آداب

اسامہ شعیب علیگ

عید الفطر اہلِ اسلام کا ایک مذہبی تہوار ہے۔ اس کو عید اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ ہر سال واپس لوٹ کر آتی ہے اور بار بار آتی رہتی ہے۔ اس کے ایک معنی خوشی اور مسرت کے بھی ہیں اور فطر کے معنی روزہ کھولنے کے ہیں، اس دن سے روزہ کا سلسلہ ختم ہوتا ہے، لہٰذا اس تہوار کو عید الفطر کا نام دیا گیا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عید الفطر وہ دن ہے جب لوگ رمضان کے روزوں سے فارغ ہوتے ہیں اور عید الاضحیٰ وہ دن ہے جب لوگ قربانیاں کرتے ہیں'' (ترمذی:781)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے صرف دو عیدیں ہیں۔ بعض لوگوں نے جو دوسری عیدیں ایجاد کر رکھی ہیں وہ بدعت ہیں اور شریعت میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

عید کا آغاز 624ء میں ہوا۔ نبی کریم ﷺ کی ہجرت سے پہلے اہلِ مدینہ دو عیدیں مناتے تھے، جن میں وہ لہو ولعب میں مشغول رہتے تھے اور بے راہ روی کے مرتکب ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ ان دونوں کی حقیقت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ عہدِ جاہلیت سے ہم اسی طرح دو تہوار مناتے چلے آرہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر دو دن تمہیں عطا کیے ہیں، ایک عید الفطر کا دن اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن (ابوداؤد:1134)

صدقہ فطر ادا کرنا:

عید الفطر کی مناسبت سے ایک اہم کام صدقہ فطر کی ادائیگی ہے۔ روزے کے دوران انسان سے جو بھول چوک یا غلطی ہوتی ہیں، اس کی تلافی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے صدقہ فطر روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کے لیے اور مساکین کی روزی کے لیے مقرر فرمایا (ابوداؤد:1609)

صدقہ فطر کی مشروعیت نماز سے پہلے تک ہے، بہتر ہے کہ اسے رمضان ہی میں ادا کر دیا جائے تاکہ غرباء و مساکین بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔ یہ ہر مسلمان مرد عورت چھوٹے بڑے، سب پر فرض ہے۔ اس کی مقدار ایک صاع، گندم کے علاوہ (تقریباً ڈھائی کلوگرام) اور گندم، نصف صاع ہے۔ اس کے برابر قیمت (تقریباً 60 روپئے) بھی دی جاسکتی ہے۔

چاندرات میں عید الفطر کی تیاری:

چاندرات، عید الفطر کی تیاری اور اسے منانے کے حوالے سے ہمیں اسلامی تعلیمات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ چاندرات دراصل عبادت اور فضیلت کی رات ہے۔ اس رات رمضان رخصت ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ 'مزدور' کو اس کی 'مزدوری' دیتا ہے، ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہم نے ایک مہینہ میں کیا کھویا اور کیا پایا؟ رمضان المبارک کی برکتوں اور رحمتوں سے خود کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت کرائی یا نہیں؟ اس لیے ہمیں اس رات اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور مغفرت اور دعاؤں کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے یا کم از کم ایسے اعمال انجام نہیں دینے چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتے ہوں۔

مگر معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اس رات بازاروں میں نوجوان لڑکے لڑکیوں کا اس قدر اختلاط ہوتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔۔ شانوں سے شانے ٹکراتے ہیں، جب کہ روایتوں میں آتا ہے کہ ''تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھوئی جائے، یہ اس بات سے بہتر ہے کہ اس کا جسم کسی ایسی عورت سے چھو جائے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے'' (بیہقی:5455)

اس رات آپس میں چھیڑ چھاڑ اور ہنسی مذاق ہوتا ہے، گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ ایک دوسرے کے لیے تحفے خریدتے ہیں، خواہ والدین یا بھائی بہن کے لیے خریدیں یا نہ خریدیں، لڑکیاں بے پردہ گھومتی ہیں، اجنبی مردوں کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر چوڑیاں پہنی جاتی ہے یا مہندی لگوائی جاتی ہے، یہ بھی زنا کی ایک شکل ہے۔ حدیثِ نبوی ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: آدمی کے لیے اس کے حصہ کا زنا مل کر رہے گا، شہوت کی نظر سے دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے، شہوانی باتوں کا سننا کانوں کا زنا ہے، اس موضوع پر گفتگو کرنا زبان کا زنا ہے، پکڑنا ہاتھ کا زنا ہے، اس کے لیے چل کر جانا پیروں کا زنا ہے، خواہش اور تمنا دل کا زنا ہے اور شرم گاہ یا تو زنا کا عمل کر بیٹھے گی یا ارتکاب سے رک جائے گی (بخاری:)

یہ کام اس وقت انجام پاتے ہیں، جب رمضان کو گذرے ہوئے ایک دن بھی نہیں ہوتا اور ان کو عید کے نام پر کیا جاتا ہے جب کہ عید، رمضان المبارک کے ذریعے ایک مہینہ کی ٹریننگ کے بعد تربیت کو ناپنے کا ذریعہ ہے کہ اب ہم اس خوشی کے موقع پر کون سا رویہ اختیار کریں گے؟ وہ جو شیطان کو پسند ہے یا وہ جس کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تعلیم دی ہے اور اس میں ہم اپنے نفس کی پیروی کریں گے یا احکامِ شریعت کی اتباع کریں گے؟

اس وقت والدین، خاص کر ماں کا امتحان ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچوں اور بچیوں کی عید کی تیاری میں کن چیزوں کا خیال رکھ رہی ہیں، ان کے لباس اور زیب وزینت کے سامان میں اسراف وتبذیر اور نمائش سے کام لے رہی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور جس کو شیطانی عمل کہا گیا ہے یا حکمت اور تدبر سے ان کے دلوں کو خوش کر رہی ہیں کہ یہ ان کا حق ہے۔ قرآن کریم نے اسراف اور فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔ وکان الشیطان لربہ کفورا (بنی اسرائیل:27) فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے اس لیے اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال سے نوازا ہے تو اس کی اتنی نمائش نہ کریں کہ غریبوں کا زندہ رہنا مشکل ہوجائے، بہت قیمتی کپڑے اور دوسری چیزیں اپنے بچوں پر نہ لادیں کہ ان کو دیکھ کر خود پر رونا آئے، اسی لیے کہا گیا ہے کہ غریب کے گھر کے سامنے گوشت کی ہڈیاں یا پھلوں کے چھلکے نہ پھینکے جائیں کہ اس کے بچے بھی دیکھ کر مانگنے لگیں اور وہ بے چارہ غم کے آنسو پی کر جلتا رہے۔

عید الفطر کی دعوتیں:

صاحبِ مال کو عید کے موقع پر غریبوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے تاکہ وہ اور ان کے بچے بھی اس خوشی میں شامل ہوسکیں۔ انھیں اس دن اپنے گھروں میں بلانا چاہیے اور خود بھی ان کے یہاں جانا چاہیے، تاکہ ان کو الگ تھلگ ہونے کا احساس نہ ہو۔ وہ یہ نہ بھولیں کہ آج مسلمانوں میں غریبوں کی تعداد زیادہ ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثریت نے زکوۃ دینا چھوڑ دیا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے غریبوں کے لیے مقرر کیا ہے۔ اس سنہرے اصول کو سکھ قوم نے اپنالیا، اسی وجہ سے ان میں بھکاری ڈھونڈھنے پر شاید ہی آپ کو ملے۔

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ لوگ اپنا اسٹیٹس دیکھ کر دوست احباب کو بلاتے اور ان کی دعوتیں کرتے ہیں اور غریبوں کو درکنار کر دیتے ہیں۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ نبیِ کریم ﷺ نے غریبوں کا خاص خیال رکھنے کی بارہا تاکید کی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا؛ بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری کرنے والا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ (راوی حدیث کہتے ہیں کہ) میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ اس عبادت کرنے والے کی طرح ہے جو سست نہیں ہوتا اور اس روزے دار کی طرح ہے جو ناغہ نہیں کرتا (بخاری:5353)

دوسری طرف عید الفطر کے موقع پر غریب بھی صبر وشکر سے کام لے کر قناعت کا تاج اپنے سر پر رکھیں۔ اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے شکوہ نہ کریں کہ وہ ہمیں کیوں نہیں دیتا اور نہ اپنے بیوی بچوں کو دوسروں کے مال پر حسرت کرنے دیں۔ پیوند لگے کپڑوں میں تقویٰ وصبر کے ساتھ جو شان ہے وہ ریشمی لباس میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن کو غریب بنایا ہے وہ مالداروں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور وہ انبیاءِ کرام کے طریقے پر ہیں، اگر وہ صبر وشکر سے کام لیں اور لالچ یا سوال کی ذلت نہ اٹھائیں۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو (میں نے دیکھا کہ) اس میں داخل ہونے والے زیادہ تر مساکین ہیں اور مال دار لوگوں کو (حساب کے لیے) روکا ہوا تھا۔ البتہ جہنمیوں کو جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دے دیا گیا تھا (بخاری:5196)

اس لیے عید کے دن اللہ تعالیٰ سے شکوہ شکایت کرنے کی ضرورت نہیں۔ عام دن کی طرح یہ دن بھی گذر جائے گا۔ رب کعبہ کی قسم دنیا کی رنگینیاں انہی کو ستاتی ہیں جو موت سے غافل ہیں اور اسی کو کل سمجھتے ہیں، اس لیے ایک دن کی خاطر غریبی کو داغدار نہ ہونے دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا بہترین اجر عطا فرمائے گا (ان شاء اللہ)

اسی ضمن میں ایک سب سے اہم اور خاص بات یہ ہے کہ عید کے دن مسلم نوجوان لڑکے لڑکیوں کی ایک بڑی تعداد اہتمام کے ساتھ فلم دیکھنے سینما ہال جاتی ہے۔ اسی وجہ سے سلمان خان نے عید پر اپنی فلم ریلیز کرنے کی تاریخ متعین کر رکھی ہے۔ یہ مسلم قوم کی پستی کی انتہا ہے کہ لوگ عید کو اس وجہ سے بھی جانیں۔ اس کا تذکرہ بڑی شان اور فخریہ انداز میں کیا جاتا ہے کہ عید پر تو سلمان خان کی فلم 'ہٹ' ہے۔ ہم سب کو اس سے اجتناب کرنا ہوگا تاکہ ایسا نہ محسوس ہو کہ رمضان کے جاتے ہی شیطان آزاد ہوکر اپنا کام انجام دینے لگے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ عید کے موقع پر ہمیں فلسطین، عراق، افغانستان، برما اور مصر وغیرہ کے مسلمان، خصوصاً وہاں کے معصوم بچوں کو نہیں بھولنا چاہیے۔ اگر ہم ان کے لیے یہاں سے کچھ کر نہیں سکتے تو کم از کم ان کی پریشانیوں اور مسائل کو یاد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا تو کر سکتے ہیں کہ ان کے مسائل حل کرے اور انھیں بھی ہماری طرح خوشیاں منانے کا موقع عنایت کرے۔

عید کی سنتیں:

(1) غسل کرنا (2) حسبِ استطاعت نئے کپڑے پہنا (3) خوشبو لگانا (4) کھجور کھانا، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے۔ عموماً ان کی تعداد طاق ہوتی تھی (بخاری:9530)

(5) عیدگاہ پیدل جانا اور ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا۔ اس سے ہر قدم پر ثواب ملتا ہے اور غیروں کو مسلمانوں کی اجتماعیت کا بھی احساس ہوتا ہے۔ حضرت ابورافعؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عید کی نماز کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے اور جس راستے سے جاتے تھے، اس کے علاوہ دوسرے راستے سے واپس آتے تھے (ابنِ ماجہ:1300)

(6) راستے میں تکبیریں (اللہ اکبر اللہ اکبر، لاالہ الا اللہ، واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد) پڑھتے ہوئے جانا، ہم سب کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے، نوجوان طبقہ عموماً آپس میں ہو ہا اور دنیا بھر کی بکواس کرتا ہوا جاتا ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی حمد ہو اور دوسرے محسوس کریں کہ آج کوئی خاص دن ہے۔ اس سے غیروں پر رعب بھی پڑتا ہے۔ یہ نہیں کہ مرے مرے انداز میں منہ لٹکائے چلے جارہے ہیں۔

(7) خطبہ سننا: نمازِ عید الفطر کے بعد امام خطبہ دیتا ہے، اس کو سن کر جانا چاہیے، اکثر لوگ نماز ختم ہوتے ہی بھاگنے لگتے ہیں۔ خطبہ میں عید الفطر سے متعلق مذہبی ذمہ داریوں کی تلقین کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ سے اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کی معافی مانگی جاتی ہے، عالمِ اسلام اور بنی نوع انسانیت کی بھلائی کے لیے خصوصی دعائیں کی جاتی ہیں، جن کو قبولیت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ حدیثِ نبوی ہے:

نبی ﷺ نے فرمایا! جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر فرماتا ہے اور پوچھتا ہے: اے میرے فرشتو! اس مزدور کی کیا جزا ہے جو اپنا کام مکمل کردے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اس کی جزا یہ ہے کہ اس کو پورا اجر وثواب عطا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور باندیوں نے اپنا فرض ادا کیا پھر وہ (نمازِ عید کی صورت میں) دعا کے لیے نکل آئے ہیں، میری عزت وجلال، میرے کرم اور میرے بلند مرتبہ کی قسم! میں ان کی دعاؤں کی ضرور قبول کروں گا، اللہ تعالیٰ پھر فرماتا ہے: بندو! گھروں کو لوٹ جاؤ، میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔ نبیِ کریم ﷺ فرماتے ہیں! پھر وہ بندے (عید کی نماز سے) اس حال میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔

خواتین کا عیدگاہ میں جانا:

عید کی نماز کے لیے خواتین اور بچے بچیوں کو بھی لانا چاہیے۔ حضرت امِ عطیہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روز پردہ نشین دوشیزاؤں، چھوٹی بچیوں اور حائضہ عورتوں کو عیدگاہ کے لیے نکالیں البتہ حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں گی، اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ: بعض عورتیں ایسی بھی ہیں جن کے پاس چادر نہیں ہوتی۔ فرمایا! جس عورت کے پاس چادر نہ ہو، وہ اپنی بہن سے لے لے (بخاری:974)

عیدگاہ کے منتظمین کو اس کے لیے پردے اور دوسری ضروریات کا انتظام کرنا چاہیے۔ اس سے شوکتِ اسلام کا اظہار ہوتا ہے اور مرد عورتیں بچے عیدگاہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوکر دعائیں کرتے ہیں تو اگر کسی ایک کی بھی دعا قبول ہوگئی تو یہ تمام حاضرین کے لیے باعثِ برکت ہوگی۔ تنگ نظر علما اس کی مخالفت کیوں کرتے ہیں، معلوم نہیں۔ جب کہ یہی عورتیں اور لڑکیاں بے تحاشا بازاروں، یونیورسٹیوں، کالجوں، میلوں اور عرسوں وغیرہ میں شریک ہوتی ہیں، تب ان کو کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔

البتہ خواتین کو عیدگاہ آتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ پردے میں ہوں، خوشبو نہ رکھی ہو، مردوں سے الگ ہو کر اور راستے کے کنارے دب کر چلیں۔ خوشبو کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت خوشبو لگا کر نکلتی ہے اور کسی مجلس کے پاس سے گذرتی ہے تو وہ ایسی اور ویسی ہے یعنی زانیہ ہے (ابوداؤد:4173)

شوال کے چھ روزے رکھنا:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے رمضان کے بعد والے مہینہ یعنی شوال میں چھ نفلی روزے رکھے، تاکہ رمضان کے جاتے ہی عبادات واذکار کا سلسلہ ختم نہ ہو جائے اور ان کا ثواب ایک سال کے روزے کے برابر رکھا کہ انسان اس کی طرف مائل ہو۔ احادیث میں اس کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہیں۔ حضرت ابوایوبؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا! جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے تو اس کو عمر بھر روزے رکھنے کا ثواب مل جائے گا۔ (مسلم:1165)

٭٭٭٭٭

صدقہ فطر کی مشروعیت نماز سے پہلے تک ہے، بہتر ہے کہ اسے رمضان ہی میں ادا کر دیا جائے تاکہ غرباء و مساکین بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔ یہ ہر مسلمان مرد عورت چھوٹے بڑے، سب پر فرض ہے۔ اس کی مقدار ایک صاع، گندم کے علاوہ (تقریباً ڈھائی کلوگرام) اور گندم، نصف صاع ہے۔ اس کے برابر قیمت (تقریباً 60 روپئے) بھی دی جاسکتی ہے۔

سرکاری اور غیر سرکاری دو عیدیں

دلاور فگار

ریڈیو نے دس بجے شب کے خبر دی عید کی
عالموں نے رات بھر اس نیوز کی تردید کی
ریڈیو کہتا تھا سن لو کل ہماری عید ہے
اور عالم کہتے تھے یہ غیر شرعی عید ہے
دو دھڑوں میں بٹ گئے تھے ملک کے سارے عوام
اس طرف سب مقتدی تھے اس طرف سارے امام
بیٹا کہتا تھا کہ کل شیطان روزہ رکھے گا
باپ بولا تیرا ابا جان روزہ رکھے گا
بیٹا کہتا تھا کہ میں سرکاری افسر ہوں جناب
روزہ رکھوں گا تو مجھ سے مانگا جائے گا جواب
باپ کہتا تھا کہ پھر یوں بام پر ایماں کے چڑھ
روزہ بھی رکھ اور روزے میں نماز عید پڑھ
آج کتنا فرق فل اسٹاپ اور کامے میں تھا
باپ کا روزہ تھا بیٹا عید کے جامے میں تھا
اختلاف اس بات پر بھی قوم میں پایا گیا
چاند خود نکلا تھا یا جبراً نکلوایا گیا

عید مبارک ہو کہنے سے مبارک نہیں ہوتی عید

لوگ زمین پر عید کا جتنا اہتمام کرتے ہیں نئے کپڑے بناتے ہیں اچھے کھانے پینے کا انتظام کرتے ہیں آسمانوں پر عید کا انتظام اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ عید کی رات کو آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات سے یاد کیا جاتا ہے۔

عید تو مبارک ہوتی ہی ہے، عید اپنے ساتھ ایسی برکتیں سمیٹ کر لاتی ہے کہ امت کا ہر فرد اس سے نفع اٹھاتا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے قرب وجوار میں رہنے والے غیر مسلم بھی عید کی برکات میں سے کچھ نہ کچھ مادی برکات پا ہی لیتے ہیں اور وہ ان برکات کی وجہ سے سال بھر عید کا انتظار کرتے ہیں۔ لیکن عید کی حقیقی برکات ان لوگوں کو ملتی ہیں جو رمضان المبارک میں روزوں کا اہتمام کرتے ہیں اور ان روزوں سے ان کو صرف اللہ کی رضا مقصود ہوتی ہے۔ وہ نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں تراویح بھی ادا کرتے ہیں کثرت سے ذکر وتلاوت کرتے ہیں۔ صدقہ خیرات بھی دیتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے حقیقت میں عید ہے۔ لوگ زمین پر عید کا جتنا اہتمام کرتے ہیں نئے کپڑے بناتے ہیں اچھے کھانے پینے کا انتظام کرتے ہیں آسمانوں پر عید کا انتظام اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ عید کی رات کو آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات سے یاد کیا جاتا ہے۔

جب صبح ہوتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کے لشکر کے ساتھ زمین پر نزول فرماتے ہیں۔ فرشتے مسلمانوں کی آبادیوں میں گلی کوچوں میں اور سڑکوں پر پھیل جاتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ اے لوگوں چلو اس کریم رب کی بارگاہ کی طرف جو بہت زیادہ دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ آج کے دن تم مجھ سے جو سوال کرو نگے عطا کرونگا۔ آخرت کے بارے میں جو مانگو گے وہ دونگا اور دنیا کے بارے میں مجھ سے جو طلب کرو نگے مصلحت پر نظر کر کے عطا کرونگا۔ میرے بندو جب تک تم میرا خیال رکھو نگے میں تمہارا خیال رکھونگا۔ تم پرستاری کرتا رہونگا میری عزت اور جلال کی قسم میں تمہیں کفار اور مشرکین کے سامنے رسوا اور فضیحت نہیں کرونگا۔ جب عید کی نماز ہوتی ہے تو اللہ کی طرف سے مغفرت عامہ کا فیصلہ ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے اب بخشے بخشائے اٹھو۔

اس عید کی ہم قدر کریں صرف ظاہری الفاظ کی مبارک بادی پر خوش نہ ہو۔ رواج تو یہ ہے کہ ہر آدمی چاہے اس نے رمضان کا ایک روزہ بھی نہ رکھا ہو ہر ایک کو عید کی مبارکباد دیتا ہے اور جس نے ایک تراویح بھی نہ پڑھی ہو اس کو بھی مبارک باد دیتا ہے۔ جو لوگ رمضان کی قدر نہیں کرتے ان کے لئے یہ عید ہلاکت کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ منبر پر چڑھتے ہوئے جب پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین جب دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ صحابہ نے یہ خلاف معمول بات دیکھ کر خطبہ کے بعد یہ استفسار کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آج آپ نے ایسا کیوں کیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے جب میں نے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا ہلاک ہو وہ شخص جو رمضان المبارک کا مہینہ پائے اور اپنی مغفرت نہ کرالے، میں نے کہا آمین۔ اسی طرح دو دعائیں اور بھی ارشاد فرمائی جو اس وقت کا موضوع نہ ہونے کی وجہ سے خذف کی جارہی ہیں۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ خود جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں آپ آمین کہئے۔ اس سے اور زیادہ اہتمام معلوم ہوتا ہے۔ اب ذرا اس ایک دعا پر غور فرمالیں جو درحقیقت بد دعا ہے۔ رمضان کی ناقدری کرنے والوں کے لئے۔ اب سوچیں جبرائیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتہ کی دعا جو تمام فرشتوں کا سردار ہے اور جس کو اللہ ذوالجلال والاکرام اور تمام انبیاء علیہم السلام کے درمیان واسطہ بننے کا شرف حاصل رہا ہو گویا کہ رسول من الملائکہ ہو اور اس پر سید الانبیاء خاتم النبیین ﷺ حبیب رب العالمین کا آمین کہنا کیا اس دعا کی قبولیت میں کوئی شک کرسکتا ہے۔

اب ذرا غور کریں کہ کسی کو جبرائیل علیہ السلام کی بد دعا لگ گئی ہو تو اس کو کسی کی عید کی مبارک باد دینا کیا کام آسکتا ہے۔ لیکن ہائے ہماری بے ہوشی کہ ہم عید کی تیاریوں میں لگے ہوتے ہیں عید کے لئے نئے نئے کپڑے جوتے ٹوپی خریدنے جارہے ہیں، عید کی نماز سے فارغ ہو کر سیر وتفریح کے پلان بن رہے ہیں۔ دن عید جیسا مبارک اور اس کا استقبال نمازیں چھوڑ کر اور گناہوں کے ساتھ کیا جارہا ہے۔ رمضان المبارک کا آخری عشرہ جو خاص مغفرت کا عشرہ تھا اس کو بھی رات رات بھر بازاروں کے چکر کاٹ کر گذار دیئے۔

مرد وعورتوں کا ہجوم ہے جو طاق راتوں میں بھی بجائے مساجد کے بازار کی دوکانوں کو آباد کئے ہوئے ہیں۔ نہ کسی کو شب قدر کی جستجو ہے نہ اپنے آپ کی مغفرت کی آرزو ہے۔ تشبع بالکفار ہے کہ صرف دنیا کی ظاہری زندگی پر ہی نظر ہے اور آخرت آنکھوں سے اوجھل ہے۔ گویا ہم اس آیت کا مصداق ہیں جو کفار کے بارے میں بیان کی گئی ہے۔ یعلمون ظاہراً من الحیاۃ الدنیا وھم عن الاخرۃھم غافلون ترجمہ: ''وہ اپنی دنیا کی ظاہری زندگی کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں ''۔ کیسی مبارک راتیں تھیں جن کو ہم نے بازاروں کی نذر کردیا اگر شب قدر کو پاجاتے تو لیلۃ القدر خیر من الف شھر یعنی شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس قول کی وجہ سے ۸۳! (تراسی سال) اور چند مہینہ مزید سے بھی زیادہ عبادت کا ثواب پاتے۔ لیکن افسوس ہمارا تو ذوق ہی بدل گیا۔ ایسی عید کی تیاری میں لگے ہیں جو کل باسی ہوجائیگی۔ وہ لباس فاخرہ جس کو پہن کر اترا رہے تھے دوسرے ہی دن پرانا ہوجاتا ہے۔ وہ لذیذ کھانے اور میوے جس کو خوب اہتمام سے پکایا دوسرے دن اس قابل بھی نہیں رہتے کہ ان پر نظر بھی ڈال سکیں۔ اگر اس عید کی حقیقت پر نظر رکھ کر ہم نے اپنی مغفرت کرالی اور اپنے رب کو راضی کرلیا تو آدمی کی حقیقی عید موت کے وقت ہوگی۔ وہ ایسی عید ہوگی جو کبھی باسی نہ ہو اس کے بعد نہ کوئی غم نہ کوئی درد نہ کوئی تکلیف نہ کوئی گھبراہٹ، نہ مصیبت نہ بے چینی۔ بلکہ نعمتیں ہی نعمتیں جن کو کبھی زوال نہیں ہوگا نہ کوئی روک ٹوک ہوگی۔ بلکہ کہا جائیگا ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون ''تمہارے لئے اس میں وہ سب کچھ ہے جس کو تمہارا جی چاہے، اور اس میں تمہارے لئے وہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے''۔ ایسے لوگوں کے لئے ان کی موت کے وقت ان سے خطاب کیا جائیگا

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ترجمہ: ''اے اطمینان والی روح لوٹ چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو نے اس کو راضی کردیا اور اب وہ تجھے راضی کردیگا''۔ اللہ فرمائیگا چل میرے خاص بندوں میں داخل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا۔ لیکن یہ خطاب ان ہی کے لئے ہے جنہوں نے دنیا میں اپنے نفس کو قابو میں رکھا اور اللہ کی مرضیات پر چلاتے رہے۔ اس طرز زندگی کو اپنانے کے لئے یہ رمضان کا مہینہ دیا گیا ہے تاکہ عید ہمارے لئے زندگی کے رخ کو پلٹنے کا ذریعہ بن جائے۔ عیدگاہ سے ہم سچی پکی توبہ کر کے لوٹیں اپنی مغفرت کرالیں اور اللہ سے آئندہ زندگی میں فرمانبرداری کا عہد کر کے اٹھیں اور اس کے لئے اسی سے توفیق بھی مانگیں، اب یہ عید واقعی اس قابل ہے کہ اس کے لئے مبارک بادی دی جائے۔ خوشی خوشی آؤ عہد کریں کہ ہم یہ عید ایسی ہی منائینگے۔ اس کے لئے رمضان کی طاق راتوں کا بھی اہتمام کریں کہ ان ہی میں لیلۃ القدر پوشیدہ ہے۔ اور اسی کے لئے اعتکاف کرایا جاتا ہے۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عیدالفطر انعامِ الٰہی کا دن

منور راجپوت

یومِ عید، ماہِ صیام کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ سے انعامات پانے کا دن ہے، تو اس سے زیادہ خوشی ومسرّت کا موقع کیا ہوسکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اُمّتِ مسلمہ میں اِس دن کو ایک خاص مقام اور اہمیت حاصل ہے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ ''عید کا لفظ "عود" سے مشتق ہے، جس کے معنیٰ "لَوٹنا" کے ہیں، یعنی عید ہر سال لَوٹتی ہے، اس کے لَوٹ کے آنے کی خواہش کی جاتی ہے۔ اور "فطر" کے معنیٰ "روزہ توڑنے یا ختم کرنے" کے ہیں۔ چوں کہ عید الفطر کے روز، روزوں کا سلسلہ ختم ہوتا ہے اور اس روز اللہ تعالیٰ بندوں کو عباداتِ رمضان کا ثواب عطا فرماتے ہیں، تو اِسی مناسبت سے اسے "عید الفطر" قرار دیا گیا۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اہلِ مدینہ دو دن بہ طورِ تہوار مناتے اور اُن میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔ رسولِ کریم ﷺ نے اُن سے دریافت فرمایا'' یہ دو دن، جو تم مناتے ہو، ان کی حقیقت اور حیثیت کیا ہے؟'' تو اُنہوں نے کہا'' ہم عہدِ جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) یہ تہوار اِسی طرح منایا کرتے تھے۔'' یہ سُن کر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دونوں تہواروں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن مقرّر فرما دیے ہیں، یوم عید الاضحیٰ اور یوم عید الفطر۔'' (ابوداؤد) نبی کریم ﷺ نے عیدین کے موقعے پر شرعی حدود میں رہتے ہوئے خوشیاں منانے کی اجازت دینے کے ساتھ، دوسروں کو بھی ان خوشیوں میں شامل کرنے کی ترغیب دی۔ نیز، ان مواقع پر عبادات کی بھی تاکید فرمائی کہ بندۂ مومن کسی بھی حال میں اپنے ربّ کو نہیں بھولتا۔ احادیثِ مبارکہ میں شبِ عید اور یومِ عید کی بہت فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے، تو اُسے آسمانوں پر'' لیلۃ الجائزہ'' یعنی'' انعام کی رات'' کے عنوان سے پکارا جاتا ہے اور جب صبحِ عید طلوع ہوتی ہے، تو حق تعالیٰ جل شانہ فرشتوں کو تمام بستیوں میں بھیجتا ہے اور وہ راستوں کے کونوں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایسی آواز سے، جسے جنّات اور انسانوں کے سوا ہر مخلوق سُنتی ہے، پکارتے ہیں کہ'' اے اُمّتِ محمدیہ ﷺ اس کریم ربّ کی بارگاہِ کرم میں چلو، جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔'' جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں، تو اللہ ربّ العزّت فرشتوں سے فرماتا ہے'' اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے، جو اپنا کام پورا کرچکا ہو؟'' وہ عرض کرتے ہیں'' اے ہمارے معبود! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اُس کی مزدوری اور اُجرت پوری پوری عطا کردی جائے''، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' اے فرشتو! تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ مَیں نے اُنہیں رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا فرمادی'' اور پھر بندوں سے ارشاد ہوتا ہے کہ'' اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزّت وجلال اور بلندی کی قسم! آج کے دن آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے، عطا کروں گا۔ دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے، اُس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میرے عزّوجلال کی قسم! مَیں تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رُسوا نہ کروں گا۔ مَیں تم سے راضی ہوگیا۔'' (الترغیب والترہیب)

کس کی عید...؟؟

بلاشبہ وہ افراد نہایت خوش قسمت ہیں کہ جنھوں نے ماہِ صیام پایا اور اپنے اوقات کو عبادات سے منور رکھا۔ پورے ماہ تقویٰ کی روش اختیار کیے رکھی اور بارگاہِ ربّ العزّت میں مغفرت کے لیے دامن پھیلائے رکھا۔ یہ عید ایسے ہی خوش بخت افراد کے لیے ہے اور اب اُنھیں مزدوری ملنے کا وقت ہے۔ تاہم، صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین اپنی عبادات پر اِترانے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دُعائیں کیا کرتے تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے کہ'' عید اُن کی نہیں، جنھوں نے عمدہ لباس سے اپنے آپ کو آراستہ کیا، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ گئے اور اُس کے عذاب وعتاب سے ڈر گئے۔ عید اُن کی نہیں، جنھوں نے بہت زیادہ خوشیاں منائیں، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جنھوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اُس پر قائم رہے۔ عید اُن کی نہیں، جنھوں نے بڑی بڑی دیگیں چڑھائیں اور دسترخوان آراستہ کیے، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جنھوں نے نیک بننے کی کوشش کی اور سعادت حاصل کی۔ عید اُن کی نہیں، جو دنیاوی زیب وزینت اور آرائش وزیبائش کے ساتھ گھر سے نکلے، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جنھوں نے تقویٰ، پرہیزگاری اور خوفِ خدا اختیار کیا۔ عید اُن کی نہیں، جنھوں نے اپنے گھروں میں چراغاں کیا، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جو دوزخ کے پُل سے گزر گئے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عید کی مبارک باد دینے کے لیے آنے والوں سے فرمایا'''' عید تو اُن کی ہے، جو عذابِ آخرت اور مرنے کے بعد کی

سزا سے نجات پاچکے ہیں۔'' اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے دَورِ خلافت میں لوگ عید کے روز آپؓ کے پاس آئے، تو دیکھا کہ وہ گھر کا دروازہ بند کیے زار وقطار رو رہے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا'' امیر المومنین! آج تو عید کا دن ہے اور آپؓ رو رہے ہیں؟ حضرت عُمرؓ نے جواب دیا'' لوگو! یہ دن عید کا بھی ہے اور وعید کا بھی۔ آج جس کے نماز، روزے اور دیگر عبادات قبول ہوگئیں، بلاشبہ اُس کی آج عید ہے اور جس کی عبادات قبول نہیں ہوئیں، اُس کے لیے وعید کا دن۔ مَیں اِس خوف سے رو رہا ہوں کہ نہیں معلوم میری عبادات قبول ہوئیں یا اُنہیں رَد کردیا گیا۔''

چاندرات

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ہاں'' چاندرات'' کو ایک لحاظ سے شرعی پابندیوں سے فرار کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے، حالاں کہ چاندرات کو حدیث شریف میں ''لیلۃ الجائزہ'' یعنی'' انعام والی رات'' کہا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' رمضان المبارک کی آخری رات میں اُمّتِ محمد ﷺ کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا'' یارسول اللہ ﷺ! کیا وہ شبِ قدر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا'' نہیں۔ کام کرنے والے کو مزدوری اُس وقت دی جاتی ہے، جب وہ کام پورا کرلیتا ہے اور وہ آخری شب میں پورا ہوتا ہے، لہٰذا بخشش ہوجاتی ہے۔'' (مسند احمد) جو لوگ پورے ماہِ مقدّس میں تقویٰ و پرہیزگاری کی راہ پر کاربند رہے، اُن میں سے بھی بہت سے اس رات لہو ولعب میں مشغول ہوکر اپنی ساری محنت اکارت کر بیٹھتے ہیں۔ دراصل، شیطان آزاد ہوتے ہی خلقِ خدا کو تقویٰ و پرہیزگاری کے راستے سے ہٹا کر فسق وفجور کی طرف مائل کرنے کی کوششوں میں لگ جاتا ہے اور بدقسمتی سے بہت سے لوگ اُس کے پُرفریب جال میں پھنس جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے'' جب یومِ عید آتا ہے، تو شیطان چلاّ چلاّ کر روتا ہے، اُس کی ناکامی اور رونا دیکھ کر تمام شیاطین اُس کے گرد جمع ہوجاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ'' تجھے کس چیز نے غم ناک اور اُداس کردیا؟'' شیطان کہتا ہے کہ'' ہائے افسوس! اللہ تعالیٰ نے آج کے دن اُمّتِ محمدیہ ﷺ کی بخشش فرمادی ہے، لہٰذا تم اُنہیں پھر سے لذّتوں اور خواہشاتِ نفسانی میں مشغول کردو۔'' ہم چاندرات بازاروں اور غل غپاڑے میں گزار دیتے ہیں، جب کہ احادیثِ مبارکہ میں اس رات میں عبادت کی تاکید کی گئی ہے۔ حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا'' جو شخص عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں میں عبادت کی نیّت سے قیام کرتا ہے، اُس کا دِل اُس دن بھی فوت نہیں ہوگا جس دن تمام دِل فوت ہوجائیں گے۔'' (ابنِ ماجہ) مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ فرماتے ہیں کہ'' دِل کے مردہ ہونے کے دو مطلب ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ فتنہ وفساد کے وقت جب لوگوں کے قلوب پر مردنی چھاتی ہے، اِس کا دِل زندہ رہے گا۔ (اور دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ) ممکن ہے کہ صور پھونکے جانے کا دن (اِس سے) مراد ہو کہ اِس کی رُوح بے ہوش نہ ہوگی۔'' (فضائلِ رمضان)۔ اسی طرح حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا'' جو شخص پانچ راتیں عبادت کرے، اُس کے لیے جنّت واجب ہوجاتی ہے۔ وہ راتیں یہ ہیں، ذوالحجہ کی 8،9،10ویں رات، شبِ برات، اور عید الفطر کی رات۔'' (الترغیب والترہیب) لہٰذا، ہمیں چاہیے کہ اس رات بے مقصد گھومنے پھرنے اور گناہ کے کاموں میں گزارنے کی بجائے نوافل، نمازِ تہجد، تلاوتِ قرآن اور دیگر عبادات میں مشغول رہیں تاکہ اس کی برکات حاصل کرسکیں۔

غریبوں کی مدد

عید کے اس پُرمسرّت موقعے پر ہمارا ایک کام یہ بھی ہونا چاہیے کہ آس پڑوس اور رشتے داروں پر نظر دوڑائیں کہ کہیں اُن میں سے کوئی ایسا تو نہیں، جو اپنی غربت اور تنگ دستی کے سبب عید کی خوشیوں میں شامل ہونے سے محروم ہے۔ اگر ایسا ہے، تو یقین جانیے، ہم خواہ کتنے ہی اچھے کپڑے پہن لیں، طویل دسترخوان سجالیں، عیدیاں بانٹتے پھریں، ہماری عید پھر بھی پھیکی ہی رہے گی، بلکہ ایسی عید، عید کہلانے کے قابل ہی نہیں، جس میں دیگر افراد شامل نہ ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو زمانۂ خلافت میں لوگ عید کی مبارک باد دینے گئے، تو دیکھا کہ امیر المومنین خشک روٹی کے ٹکڑے تناول فرمارہے ہیں۔ کسی نے کہا'' آج تو عید کا دن ہے؟'' یہ سُن کر آپؓ نے ایک سرد آہ بھری اور فرمایا'' جب دنیا میں ایسے بہت سے لوگ موجود ہوں، جنھیں یہ ٹکڑے بھی میسّر نہیں، تو ہمیں عید منانے کا حق کیوں کر حاصل ہے؟'' روایت ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نمازِ عید سے فارغ ہوکر واپس تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں آپؐ کی نظر ایک بچّے پر پڑی، جو میدان کے ایک کونے میں بیٹھا رو رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور پیار سے اُس کے سَر پر دستِ شفقت رکھا، پھر پوچھا'' کیوں رو رہے ہو؟'' بچّے نے کہا'' میرا باپ مرچکا ہے، ماں نے دوسری شادی کرلی ہے، سوتیلے باپ نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے، میرے پاس کھانے کو کوئی چیز ہے، نہ پہننے کو کپڑا۔'' یتیموں کے ملجا ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، فرمایا کہ'' اگر میں تمہارا باپ، عائشہؓ تمہاری ماں اور فاطمہؓ تمہاری بہن ہو، تو خوش ہوجاؤ گے؟'' کہنے لگا'' یارسول اللہ ﷺ! اس پر مَیں کیسے راضی نہیں ہوسکتا۔'' حضورِ اکرم ﷺ بچّے کو گھر لے گئے۔ (بعض روایات میں یہ واقعہ کچھ اور الفاظ میں بھی بیان کیا گیا ہے) حضرت معروف کرخیؒ اکابر صوفیاء میں شامل ہیں، ایک عید پر نخلستان میں گری کھجوریں چُن رہے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا'' ایسا کیوں کررہے ہیں؟'' تو فرمایا'' مَیں نے ایک لڑکے کو روتے دیکھا، تو اُس سے پوچھا'' تم کیوں رو رہے ہو؟'' لڑکا بولا'' مَیں یتیم ہوں۔ یہ لڑکے اخروٹوں سے کھیل رہے ہیں اور میرے پاس اتنے پیسے نہیں کہ اخروٹ خرید کر اُن کے ساتھ کھیل سکوں۔'' اس لیے مَیں کھجوریں چُن رہا ہوں تاکہ اُنہیں فروخت کرکے اُس یتیم بچّے کو اخروٹ لے دوں۔'' (احیاء العلوم)

صدقۂ فطر

صدقۂ فطر ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر واجب ہے، اس ضمن میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ'' رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر واجب کیا تاکہ روزہ لغو اور بے ہودہ باتوں سے پاک ہوجائے اور مساکین کے لیے کھانے کا بندوبست بھی ہو جائے۔'' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر صدقۂ فطر کا فلسفہ یہی ہے کہ عید الفطر کی خوشیوں میں غریب مسلمان بھی بھرپور طریقے سے شریک ہوسکیں۔ اسی طرح ایک اور حدیث شریف ہے کہ'' عید الفطر کے دن محتاجوں کو خوش حال بنادو۔'' گو کہ صدقۂ فطر کبھی بھی دیا جاسکتا ہے، تاہم عام طور پر ماہِ رمضان کے آخری دنوں میں ادا کیا جاتا ہے، جب کہ بہت سے لوگ نمازِ عید کے لیے جاتے ہوئے راہ میں بیٹھے بھکاریوں کو فطرانہ دیتے جاتے ہیں، جو کہ مناسب طریقہ نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ عید سے قبل ہی فطرانہ ادا کردیا جائے تاکہ ضرورت مند افراد بھی عید کی تیاری کرسکیں۔ عام طور پر گندم کی قیمت کے لحاظ سے فطرانہ ادا کیا جاتا ہے، جو جائز ہے، تاہم امیروں کے لیے مستحب یہی ہے کہ وہ کھجور یا پھر کشمش وغیرہ کے حساب سے فطرانہ دیں تاکہ غریبوں کی اچھے طریقے سے مدد ہوسکے، اسی طرح صاحبِ حیثیت افراد کو فطرانے کے علاوہ بھی عید کے موقعے پر صدقہ خیرات کرنا چاہیے کہ اس سے غریبوں کو عید کی خوشیاں نصیب ہوں گی کسی کی دُعا آپ کی زندگی میں بھی مزید خوشیاں بھردے۔

عیدالفطر کی سُنتّیں

کُتبِ احادیث میں عید کے دِن کی متعدّد سُنتیں مرکوز ہیں (1) صبح سویرے اُٹھنا: صحابہ کرامؓ کا معمول تھا کہ وہ نمازِ فجر کے وقت ہی نمازِ عید کی تیاری کرلیتے تھے۔ حضرت ابنِ عُمرؓ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ مسجدِ نبویؐ میں فجر کی نماز پڑھتے اور پھر اسی حال میں عیدگاہ کی طرف نکل پڑتے۔ (2) غسل کرنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے اِس دن کو مسلمانوں کے لیے عید کا دن بنایا ہے، لہٰذا تم اِس دن غسل کرو۔'' (3) مسواک کرنا (4) نئے یا جو بہتر کپڑے موجود ہوں، پہننا: حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ'' ہمیں نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ ہم اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس پہنیں۔'' (طبرانی) خود رسول اللہ ﷺ عید کے دن خُوب صورت اور عمدہ لباس زیبِ تن فرماتے۔ کبھی سبز و سُرخ دھاری دار چادر اوڑھتے، جو یمن کی ہوتی جسے'' بُرد یمانی'' کہا جاتا ہے۔ (مدارج النبوۃ) (5) خوش بُو لگانا (6) شریعت کے مطابق اپنی آرائش کرنا (7) عیدگاہ جلد پہنچنا (8) عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا (9) عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا (10) عید کی نماز (مسجد کی بجائے) عیدگاہ یا کھلے میدان میں پڑھنا (11) ایک راستے سے عیدگاہ جانا اور دوسرے سے واپس آنا (12)'' اللہ اکبر اللہ اکبر، لاالٰہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد'' آہستہ آہستہ کہتے ہوئے عیدگاہ کی طرف جانا (13) نمازِ عید کے لیے پیدل جانا، تاہم اگر عیدگاہ زیادہ دُور ہو یا کم زوری کے باعث پیدل نہ جاسکتے ہوں، تو سواری پر بھی جانے میں مضائقہ نہیں۔

تفریح، مگر حدود کے اندر...

یومِ عید اپنی اصل میں ایک مذہبی تہوار ہے، اس لیے اِس روز ہونے والی تمام سرگرمیوں کو اسی تناظر میں ترتیب دیا جانا چاہیے۔ تاہم، یہ بھی ذہن میں رہے کہ اسلام نے خوشی کے اظہار سے منع نہیں کیا اور نہ ہی اسلام کے نزدیک تقویٰ و پرہیزگاری کا مطلب خشک مزاجی اور رُوکھا پن ہے۔ البتہ، اسلام نے تہواروں اور تفریحات کو کچھ حدود وقیود کا پابند ضرور بنایا ہے تاکہ بے لگام خواہشات اور نفس پرستی کی راہ روکی جاسکے۔ عید کا آغاز، دو رکعت نماز سے ہوتا ہے، جو اس بات کا اظہار ہے کہ کوئی بھی مسلمان اپنی مذہبی اور تہذیبی روایات میں اللہ تعالیٰ کی ہدایات سے لاپروا نہیں ہوسکتا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ'' عید کا دن تھا اور حضور نبی کریم ﷺ کے حجرے کے سامنے حبشہ کے کچھ لوگ نیزوں اور ڈھالوں کے ساتھ کرتب دِکھا رہے تھے، آپ ﷺ دروازے میں سے اُنہیں دیکھ کر خوشی کا اظہار فرما رہے تھے اور مَیں بھی حضورِ اقدس ﷺ کی چادر مبارک کے پیچھے چُھپ کر یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ آپ ﷺ بہت دیر تک مجھے چادر کی اوٹ میں چھپائے اُن غلاموں کا کھیل دِکھاتے رہے۔ جب میرا جی بھر گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا'' بس!'' مَیں نے عرض کیا'' جی ہاں،'' فرمایا'' تو جاؤ۔'' (بخاری ومسلم) اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عید کے دن ہمارے گھر میں کچھ بچیاں جنگِ بعاث سے متعلق کچھ اشعار گنگنارہی تھیں، اسی دَوران حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور کہنے لگے'' اللہ کے رسول ﷺ کے گھر میں یہ ہے؟'' آپ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا'' اے ابوبکرؓ! اُنہیں رہنے دو، ہر قوم کے لیے تہوار کا ایک دن ہوتا ہے، آج ہمارے لیے عید کا دن ہے۔'' (بخاری)

عیدالفطر فلسفہ اور اَحکام

عید... دوسری اَقوام میں!

عہد قدیم سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ سال بھر میں ایک یا ایک سے زیادہ دن ایسے ہونے چاہئیں جن میں لوگ روز مرہ کاروبارِ حیات کو معطل کرکے عمدہ لباس پہن کر کسی مرکزی جگہ اکٹھے ہوں اور مختلف تقریبات منعقد کرکے اپنی حیثیت وشوکت کی نمائش کریں۔ ایسے تہواروں کو مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے اور تاریخ ودن کا تعین قوموں نے اپنی تاریخ کے اہم واقعات کی یادتازہ رکھنے کے لئے کیا ہے۔ مثلاً ایرانیوں کی ایک عید یا تہوار کا نام مہرجان ہے جو فریدون بادشاہ نے اپنی ایک فتح عظیم کی یادگار کے طور پر منانے کا حکم دیا تھا۔ اہل عرب بھی ایرانیوں کے زیر اثر یہ عید منایا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ عزوجل تعالیٰ کی ہدایت پر فرعون کے مظالم سے یومِ نجات کو یومِ عید قرار دیا۔ حضرت موسیٰ عزوجل تعالیٰ اس دن روزہ رکھتے اور عبادت میں مصروف رہے۔ رات کو عید کے دوسرے تقاضے یعنی خوشی و مسرت وغیرہ پورے کرتے۔ اَکل و شرب میں توسع فرماتے۔ آنحضرت ﷺ کی مدینہ منورہ میں آمد تک یہ عید منائی جاتی تھی۔ قریش بھی اس دن کی عزت کرتے اور کعبہ پر غلاف چڑھاتے۔ لیکن جس طرح حضرت موسیٰ عزوجل تعالیٰ کی اُمت نے ان کی شریعت کا ستیاناس کردیا تھا، اسی طرح اس عید کی حقیقی روح کو ختم کردیا تھا۔

غیر مسلم اور قدیم اقوام چونکہ اپنے سامنے کوئی نظریہ نہ رکھتی تھیں۔ اس لئے ان کی یہ عیدیں سوائے لہو ولعب کے اور کچھ نہ ہوتیں۔ مثال کے طور پر اہل مصر جو عہد قدیم سے عیدیں مناتے چلے آرہے تھے، ان کی عید نوروز جسے قرآن نے یوم الزین سے تعبیر کیا ہے، ہمارے اس دعوٰی کا ثبوت ہے۔ اس موقع پر بہت بڑا میلہ لگتا، دور دور سے لوگ رقص وتماشا میں حصہ لینے کے لئے آتے۔ عورتیں بن سنور کر خوشبوئیں لگا کر اور بھڑکیلے لباس زیب تن کرکے میلے میں شریک ہوتیں اور مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے اپنے جسم کے بعض حصوں کو عریاں رکھتیں۔

اس طرح جناب ابراہیم عزوجل تعالیٰ کی قوم اپنے شہروں میں بڑی شان وشوکت سے اپنی عید مناتی۔ ساری قوم شہر کے باہر ایک جگہ جمع ہوجاتی۔ مردوزن کا مخلوط اجتماع ہوتا اور بے حیائی اور بت پرستی اپنی انتہا پر پہنچ جاتی۔ ایسی ہی ایک عید کے موقع پر حضرت ابراہیم عزوجل تعالیٰ نے اپنی قوم کے بت خانہ کے بتوں کو پاش پاش کیا تھا۔ اسلام دین فطرت ہے لہٰذا اس نے بھی اپنے نام لیواؤں کے فطری تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے خوشی ومسرت کے دو تہوار عنایت کئے ہیں جن کو عربی میں عید کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ ان اسلامی تہواروں کی اپنی جداگانہ اور امتیازی شان ہے۔ غیر مسلم اَقوام اپنے ایامِ عید میں اعتدال کی حدوں کو پھاند کر لہو ولعب، عیش و طرب، اَکل وشرب میں مشغول ہوجاتی تھیں کیونکہ ان کے نزدیک حاصل زندگی بس یہ کچھ ہے۔ اس کے برعکس اسلامی تہوار، اسلامی فلسفہ حیات کی عملی تفسیر پیش کرکے ہمیں اس ضابطے کے ساتھ پوری زندگی وابستہ رہنے کا سبق دیتے ہیں۔

عید... عہدِ نبوت میں!

آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت عرب کے اس خطہ میں وہ ساری برائیاں موجود تھیں جو کسی مٹنے والی قوم میں ہوسکتی ہیں۔ ان میں بت پرستی موجود تھی، وہ شرک پر مصر تھے۔ ان کی بداخلاقیاں اس قدر بڑھ چکی تھیں کہ وہ خود ان سے تنگ آچکے تھے۔ ان کے اخلاق میں دوگونہ غلامی کے اثرات تھے۔ ابراہیمی کہلانے کے باوجود خوشی اور غمی کے ایام میں عادات واَطوار میں وہ دوسروں کے نقال اور مقلد تھے۔ ایک طرف ان پر رومن امپائر اثر انداز تھی، دوسری طرف فارسی شہنشاہیت، اور یہودی ساہوکاروں کے اثرات اس کے علاوہ تھے۔ عید کے معاملہ میں وہ مجوسی عیدوں کے پابند تھے۔ کسی قوم کی ذلت کی یہ انتہا ہے کہ وہ غم اور خوشی میں دوسروں کی نقال ہو، اس کی اپنی قوم اور اپنی تاریخ اس معاملہ میں کوئی راہنمائی نہ کرے یا قومی مآثر کو ویسے ہی چھوڑ چکی ہو۔

آنحضرت ﷺ کی بعثت

آنحضرت ﷺ فداہ ابی وامی کی بعثت نے عرب میں ایک ایسا انقلاب برپا فرمایا جس سے زندگی کے تمام گوشے متاثر ہوئے۔ شرک کی جگہ توحید نے لے لی۔ بت پرستی کی جگہ ایک اللہ کی عبادت کا ذوق پیدا ہوا۔ غلامی کی کڑیاں ایک ایک کرکے ٹوٹنے لگیں۔ حتیٰ کہ فارسی عیدوں کو کوبھی خیر باد کہہ دیا گیا۔ نوروز کے اثرات سے ذہن پاک ہوگئے۔ آنحضرت ﷺ کے ارشادِ گرامی کے ایک ایک فقرہ پر غور فرمایئے کہ آپ نے صنادیدِ عرب کو کس قدر استقلال بخشا اور انہیں ذہنی استقلال سے کس قدر اونچا کردیا کہ جن کے وہ نقال تھے، ان کے مقتدا بن گئے۔

» عن أنس بن مال※ قال كان لأ※ل الجا※لي※ يو مان في كل سن※ يلعبو ن في※ ما فلما قدم النبي ﷺ المدين※ قال كان لكم يو مان تلعبون في※ ما وقدأ بدلكم الله ب※ ماغيرا من※ا يوم الفطر ويوم الأضح※ « سنن نسائي: ص١٨٦ج١

ضرت انس □ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عرب نے سال میں عید کے دو دن مقرر کررکھے تھے جن میں کھیلتے اور خوشی کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ان دو دنوں کی بجائے، جن میں تم عید سمجھ کر کھیلتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دوسرے دو دن بدل دیئے: عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ"

اس حدیث سے کئی مسائل ثابت ہوتے ہیں:

۱۔ خوشی اور مسرت زندگی کا جزو ہے۔ چہرہ میں عبوست (تیوری) اور مزاج کی خشکی، نہ دیانتداری اور تقویٰ کی نشانی ہے، نہ ہی اسلام نے زندگی کے اس انداز کو پسند فرمایا ہے۔ آنحضرت ابے حد خوش مزاج تھے۔ بچوں تک سے مذاق فرماتے، بوڑھوں سے خوش طبعی کی باتیں کرتے۔ پھر عجیب یہ ہے کہ اس مذاق میں نہ فحش ہوتا نہ جھوٹ۔ بظاہر خوش طبعی اور مذاق ہوتا اور مقصد صحیح ہوتا۔ ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ سے سواری کے لئے اونٹ طلب کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

»لأحملن※ على ولد الناق※ « میں تمہیں اونٹ کے بچے پر سوار کروں گا" سائل پریشان ہوا اور اس نے کہا: حضرت! میں بچے کو کیا کروں گا۔ حضرت نے فرمایا: »ل حلد الجمل إلا الناق※ « اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔

ایک ابوعمیر نامی بچے کی چڑیا مرگئی، آپ نے مزاحاً فرمایا: »یا أباعمير مافعل النغير « بوعمیر! تمہاری چڑیا کو کیا ہوا؟"

ہمارے بعض علماء اور صوفی حضرات چہرے کی عبوست کا نام تقویٰ اور زہد سمجھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ بہت خوش مزاق تھے، اس کے ساتھ طبیعت کا رجحان فحش کی طرف قطعاً نہ تھا: » نبی کریم ﷺ فحش گو نہیں تھے......"

۲۔ دوسری قوموں کی نقالی قطعاً پسند نہیں فرماتے تھے یہ بات حدیث شریف کے الفاظ » قدأبدلكم الله بهما خيرا « سے بخوبی ظاہر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے سابق رواج کو یکسر بدل دیا۔ قومی استقلال کے لئے ضروری ہے کہ غیر مسلم قوموں یورپ زدہ طبقہ اسی نقالی کا مریض ہے۔ کوئی فیشن کتنا قبیح کیوں نہ ہو، ہمارے نوجوان اور ہماری مستورات فوراً اس پر لپکتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس جدت پسندی نے اسلامی رسوم و عقائد کے ساتھ وابستگی کم کردی ہے اور اس عصبیت کا فقدان ہمیں اسلام کی روح سے بھی نا آشنا کررہا ہے۔

ہمارے ایک خاص فرقہ نے ملک میں کئی بدعتیں ایجاد کی ہیں۔ اسلام اور ائمہ اسلام کے اُسوہ میں اس کی کوئی سند نہیں، اس لئے وہ غیر مسلم اَقوام کی سنت سے استناد کرتے ہیں۔ حالانکہ غیر مسلم قوموں کی عادات ہمارے لئے قطعاً اقتدا اور استدلال کے قابل نہیں۔ شبِ برأت کی چراغاں، آتش بازی اور میلاد کے جلوس کسی دینی اساس پر مبنی نہیں اور اب تو یہ عادات تفاحش اور بے حیائی کی حد تک پہنچ رہے ہیں۔ اگر اس تفاحش کو بروقت نہ روکا گیا تو یقیناً مزید خطرات کا موجب ہوگا۔

۳۔ جاہلیت کی عیدوں میں عبادت اور ذکر الٰہی کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ زیادہ سے زیادہ اس میں شاعری کی راہ سے زبان کی خدمت ہوتی تھی اور وہ بھی آئندہ جنگ کا پیش خیمہ ہوتا تھا۔ آنحضرت ﷺ فداہ ابی وامی نے عید کے موقع پر مختصر سی عبادت وذکر الٰہی کا التزام فرمایا۔ مردوں اور عورتوں کو تاکید فرمائی کہ وہ عید کے اجتماع میں شریک ہوجائیں لیکن اس اجتماع کو بھی جاہلی جلوسوں سے ممتاز رکھا۔ بلکہ ہر آدمی انفرادی طور پر مقامِ عید پر پہنچ کر نماز میں شریک ہو۔ نماز سے فارغ ہو کر انفرادی طور پر واپس گھر پہنچ جائے نہ جلوس نکلنے کے لئے مقام کا تعین فرمایا، نہ جلوس کے اختتام کے لئے کوئی میدان مقرر فرمایا گیا۔ اجتماع کو صرف عبادت تک محدود رکھا۔ »اللهم صل وسلم عليه« ... پورے دن کی مسرت، لباس، خوراک، خوش طبعی کی انفرادی مجالس تک محدود ہوگئی اور ہنگامہ بپا نہ کیا گیا۔

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی بچیاں پرانی جنگوں کے واقعات کو اَشعار اور نظموں کی صورت میں خوش الحانی سے پڑھتی تھیں۔ اس میں بھی مبالغہ آمیزی، غلو اور فحش گوئی ممنوع اور مشاعر کو نظموں میں پڑھیں، خوش آوازی سے پڑھیں، اس میں کچھ حرج نہیں۔ ملی ذہن کو عبوست اور بدمزاجی سے بچانا چاہئے۔ یہی عید کی روح ہے۔

ایک عید بھوک کی یادگار ہے۔ رمضان المبارک خوراک کے عادت سے ہٹ کر جاری نظام کے ساتھ ختم ہوا۔ اس امتحان میں کامیابی کے بعد ایک دن مسرتوں کے لئے وقف ہوگیا۔ دوسری عید میں حضرت ابراہیم عزوجل تعالیٰ، حضرت اسماعیل عزوجل تعالیٰ، حضرت ہاجرہ عزوجل تعالیٰ کی جفاکشی اور ہجرت اور ان مصائب میں کامیابی پر مسرت فرمائی گئی۔ اس پاکیزہ خاندان کی وفاداریوں، اور صبر آزمائیوں کو تاریخی حیثیت عنایت فرما کر بقاءِ دوام عطا فرمایا گیا وتَرَ※ ناعلي※ف※ ال ءاخر ین سلم علی※ إبر ※یم ١٠٩...... سور※ الصافات ١٠٨ ملت کو اَغیار کی نقالی سے بچایا اور اپنی تاریخ کو عملاً زندہ فرمادیا گیا۔ اَکابر کی قربانیاں آنے والوں کے لئے اُسوہ اور زندگی کا پیغام بن گئیں۔ عید کے موقع پر اظہارِ مسرت کے لئے جنگی مشقوں کی اجازت مرحمت فرمائی۔ تھوڑے عرصہ کے لئے یہ مشقیں صحن مسجد کی زینت بنیں اور جہاد اور دفاع کے پیش نظر مردتو اسے دیکھتے ہی تھے۔ عورتوں کو بھی اجازت دی گئی کہ اگر وہ پسند کریں تو اس دلنواز منظر کو ملاحظہ کریں۔ مجاہد پیدا کرنے والی مائیں جہاد کی عملی تربیت اور دفاع کی کارگزاریوں سے دلشاد ہوں اور اس انداز سے کہ اس کا اخلاق پر بھی کوئی اثر نہ پڑے۔

ضرورت ہے کہ آج کی عید کو زندہ عید کی صورت دی جائے۔ ہمارے ہاں عید کی خوشی میں خباثت اور بداخلاقی کے دفتر کھل جاتے ہیں۔ دن میں کئی کئی شو ہوتے ہیں۔ اخلاقی انارکی سے نوجوان ذہن ماؤف ہوتا ہے۔ عیاشی کی راہ سے طبائع پر وہن اور جبن کا استیلاء ہوتا ہے۔ نوجوان جرأت وشجاعت کی بجائے ذلیل حرکات پر اُتر آتے ہیں۔ جو کچھ ان شیطانی گھروندں میں دیکھتے ہیں، اسے عملی صورت دے کر اپنے لئے موت او رماں باپ کے لئے شرمساری کے سامان مہیا کرتے ہیں۔ یہ معکوس ترقی ہے جس کی طرف اکابر ملت اور قیادتِ کبریٰ کو جلد سے جلد توجہ دے کر اس کی اصلاح کرنی چاہئے۔ معلوم ہے کہ یہ کام نہ علماء کا ہے، نہ عوام کا۔ عوام کے اَخلاق کی حفاظت کے لئے حکومت کو قانون بنانا چاہئے اور ایک اسلامی مملکت کی تشکیل ناممکن ہے جب تک اس میں اخلاق کے تحفظ کو لازمی مقام نہ دیا جائے۔

مسائل عیدالفطر

تکبیراتِ عید: الله أكبر الله أكبر لاإلهٰ إلا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد

عید کی رات: یہ بھی عبادت کی رات ہے۔ حضرت ابوامامہ □ فرماتے ہیں: جو عید کی رات ایمان کے طور پر اور ثواب کی طلب کے لئے قیام کرے گا۔ تو اس کا دل قیامت کی ہولناکیوں میں مطمئن رہے گا" بعض سلف اس رات بھی چالیس رکعت ادا فرماتے تھے۔ غسل: عید کے دن غسل مستحب ہے، صحابہ وتابعین عید کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔ کپڑے: عید کے لئے نئے کپڑے پہننے چاہئیں۔ اگر یہ میسر نہ ہوں، تو دھلے ہوئے پہنے۔

خوشبو: حضرت حسن □ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا: ہم عید کے دن عمدہ خوشبو استعمال کریں"

ناشتہ: عیدالفطر کے دن کچھ کھا کر نماز کے لئے جانا سنت ہے (ابن ماجہ)... کیونکہ اس دن روزہ رکھنا شیطانی فعل ہے۔ بہتر یہ ہے کہ میٹھی چیز ہو۔ آنحضرت ﷺ اس دن کھجوریں کھانے میں طاق کا خیال رکھتے تھے۔ ہم لقموں میں طاق کی خیال رکھ سکتے ہیں۔ فطرانہ: نمازِ عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے۔ یہ صدقہ صرف مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ نوکر ہو یا مالک، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا، روزہ رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو، آزاد ہو یا غلام، مسافر ہو یا مقیم سب کو اَدا کرنا چاہئے کیونکہ روزے میں بعض کوتاہیاں ہوجاتی ہیں۔ صدقہ فطر ان کا کفارہ بن جاتا ہے۔

وزن: صدقہ فطر ایک مدنی صاع (مدینہ کا پیانہ) ہے جو ہمارے وزن کے مطابق دو سیر گیارہ چھٹانک ہے۔ فی کس اتنی گندم یا اس کی قیمت ادا کرنا چاہئے۔

اجتماعیت: صدقہ فطر اَدا کرتے وقت اجتماعیت کو قائم رکھنا چاہئے۔ تمام مسلمانوں سے جمع کرکے تقسیم کرنا چاہئے۔ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں اس کی وصولی کا سرکاری انتظام تھا۔ حضرت عمر □ بھی خود تقسیم کرنے کی بجائے اجتماعی کھاتہ میں جمع کروا دیتے تھے۔ انفرادی طور پر دینا پسندیدہ نہیں ہے۔

پیدل جانا: نماز عید کے لئے عیدگاہ کی طرف پیدل جانا بہتر ہے۔ آنحضرت ﷺ سے اس سلسلے میں متعدد احادیث آئی ہیں۔ اکثر صحابہ □ کا بھی یہی مسلک اور عمل ہے۔

تبدیلی راستہ: رسول اکرم ﷺ ایک راستہ سے جاتے تھے اور دوسرے سے واپس تشریف لاتے اور راستہ میں تکبیراتِ عید کہتے۔ عورتیں بھی جائیں: حضور اکرم ﷺ نے عورتوں کے عیدگاہ جانے پر بھی زور دیا ہے حتیٰ کہ کسی عورت نے نماز نہ پڑھنی ہو تو بھی جائے۔ صرف خطبہ سن لے اور اجتماعی دعا میں شامل ہوجائے۔ لیکن عورتوں کو سادہ لباس پہن کر جانا چاہئے۔ بھڑکیلے لباس سے قطعاً پرہیز کرنا چاہئے۔ پاؤں کے جوتے بھی سادہ ہوں، خوشبو لگا کر ہرگز نہ جائیں۔ نماز کا وقت اور جگہ: طلوعِ آفتاب سے قبل زوال تک نمازِ عید کا وقت ہے۔ لیکن اول وقت میں ادا کرنا بہتر ہے۔ نماز شہر سے باہر کھلے میدان میں ادا کرنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے صرف بارش کے موقع پر مسجد میں نمازِ عید ادا کی ہے۔ عیدگاہ میں منبر نہیں ہونا چاہئے۔

اذان اور اقامت: آنحضرت ﷺ نے نماز عید کیلئے کبھی اذان واقامت نہیں کہلوائی (بخاری)

نماز کا طریقہ: عید کی نماز دو رکعت ہے اور تکبیر تحریمہ کے علاوہ ۱۲ تکبیریں ہیں۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ قراءت سے پہلے کہنی چاہئیں۔ پہلے نماز پھر خطبہ: عیدگاہ جا کر امام پہلے نماز ادا کروائے پھر خطبہ دے۔ آنحضرت ﷺ اور خلفاء راشدین □ کا یہی دستور رہا ہے۔

سورتیں: آنحضرت ﷺ سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری میں سورۃ الغاشیہ، بعض اوقات پہلی میں سوۃ ق اور دوسری میں سورۃ القمر اور اسی طرح بعض دفعہ پہلی میں سورۃ الانبیاء اور دوسری میں سورۃ الشمس پڑھا کرتے تھے۔

نفلی نماز نہیں: عید کے دن نمازِ عید سے پہلے یا بعد کوئی نفلی نماز نہیں ہے۔ خطبہ عید: امام مالک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: » لا ینصرف حتی ینصرف ال إمام « (موطأ)

یعنی"خطبہ عید سنے بغیر کوئی آدمی عیدگاہ سے نہ جائے"

مبارکباد: عید کے روز صحابہ کرام □ آپس میں ملتے تو یہ کہتے: » تقبل الله منا ومن※ « (فتح الباری) یعنی اللہ تعالیٰ ہم، تم سب سے قبول فرمائے۔

نماز کی قضا: اگر عید کی نماز رہ جائے تو دوسری نمازوں کی طرح اس کی قضا دی جاسکتی ہے (بخاری)

عید کے بعد چھ روزے: حضرت ابوایوب انصاری □ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لئے، اس کو سال بھر کے روزوں کا ثواب ہے"

عید الفطر
کیوں منائیں اور کیسے منائیں؟

آقائے دوجہاں ﷺ نمازِ عید سے فارغ ہوکر واپس تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں آپؐ کی نظر ایک بچّے پر پڑی، جو میدان کے ایک کونے میں بیٹھا رو رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور پیار سے اُس کے سَر پر دستِ شفقت رکھا، پھر پوچھا "کیوں رو رہے ہو؟
"بچّے نے کہا "میرا باپ مرچُکا ہے، ماں نے دوسری شادی کرلی ہے، سوتیلے باپ نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے، میرے پاس کھانے کو کوئی چیز ہے، نہ پہننے کو کپڑا۔" یتیموں کے ملجا ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، فرمایا کہ "اگر میں تمہارا باپ، عائشہؓ تمہاری ماں اور فاطمہؓ تمہاری بہن ہو، تو خوش ہو جاؤ گے؟"

غوث سیوانی

یومِ عید، ماہِ صیام کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ سے انعامات پانے کا دن ہے، تو اس سے زیادہ خوشی ومسرّت کا موقع کیا ہوسکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اُمّتِ مسلمہ میں اِس دن کو ایک خاص مقام اور اہمیت حاصل ہے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ "عید کا لفظ "عود" سے مشتق ہے، جس کے معنیٰ "لَوٹنا" کے ہیں، یعنی عید ہر سال لَوٹتی ہے، اس کے لَوٹ کے آنے کی خواہش کی جاتی ہے۔ اور "فطر" کے معنیٰ "روزہ توڑنے یا ختم کرنے" کے ہیں۔ چوں کہ عید الفطر کے روز، روزوں کا سلسلہ ختم ہوتا ہے اور اس روز اللہ تعالیٰ بندوں کو عباداتِ رمضان کا ثواب عطا فرماتے ہیں، تو اِسی مناسبت سے اسے "عید الفطر" قرار دیا گیا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اہلِ مدینہ دو دن بہ طورِ تہوار مناتے اور اُن میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔ رسولِ کریم ﷺ نے اُن سے دریافت فرمایا "یہ دو دن، جو تم مناتے ہو، ان کی حقیقت اور حیثیت کیا ہے؟" تو اُنہوں نے کہا "ہم عہدِ جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) یہ تہوار اِسی طرح منایا کرتے تھے۔" یہ سُن کر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دونوں تہواروں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن مقرّر فرما دیے ہیں، یومِ عیدالاضحیٰ اور یومِ عیدالفطر۔" (ابوداؤد)

نبی کریم ﷺ نے عیدین کے موقعے پر شرعی حدود میں رہتے ہوئے خوشیاں منانے کی اجازت دینے کے ساتھ، دوسروں کو بھی ان خوشیوں میں شامل کرنے کی ترغیب دی۔ نیز، ان مواقع پر عبادات کی بھی تاکید فرمائی کہ بندۂ مومن کسی بھی حال میں اپنے ربّ کو نہیں بھولتا۔

احادیثِ مبارکہ میں شبِ عید اور یومِ عید کی بہت فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب عیدالفطر کی رات ہوتی ہے، تو اُسے آسمانوں پر "لیلۃ الجائزہ" یعنی "انعام کی رات" کے عنوان سے پکارا جاتا ہے اور جب صبحِ عید طلوع ہوتی ہے، تو حق تعالیٰ جل شانہ فرشتوں کو تمام بستیوں میں بھیجتا ہے اور وہ راستوں کے کونوں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایسی آواز سے، جسے جنّات اور انسانوں کے سوا ہر مخلوق سُنتی ہے، پکارتے ہیں کہ "اے اُمّتِ محمد ﷺ اس کریم ربّ کی بارگاہِ کرم میں چلو، جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔"

جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں، تو اللہ ربّ العزّت فرشتوں سے فرماتا ہے "اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے، جو اپنا کام پورا کرچکا ہو؟" وہ عرض کرتے ہیں "اے ہمارے معبود! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اُس کی مزدوری اور اُجرت پوری پوری عطا کردی جائے"، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اے فرشتو! تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ مَیں نے اُنہیں رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا فرمادی" اور پھر بندوں سے ارشاد ہوتا ہے کہ "اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزّت وجلال اور بلندی کی قسم! آج کے دن آخرت کے بارے میں جو سوال کروگے، عطا کروں گا۔ دنیا کے بارے میں جو سوال کروگے، اُس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میرے عزّوجلال کی قسم! مَیں تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رُسوا نہ کروں گا۔ مَیں تم سے راضی ہوگیا۔" (الترغیب والترہیب)

بلاشبہ وہ افراد نہایت خوش قسمت ہیں کہ جنھوں نے ماہِ صیام پایا اور اپنے اوقات کو عبادات سے منور رکھا۔ پورے ماہ تقویٰ کی روش اختیار کیے رکھی اور بارگاہِ ربّ العزّت میں مغفرت کے لیے دامن پھیلائے رکھا۔ یہ عید ایسے ہی خوش بخت افراد کے لیے ہے اور اب اُنھیں مزدوری ملنے کا وقت ہے۔ تاہم، صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین اپنی عبادات پر اِترانے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دُعائیں کیا کرتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے کہ "عید اُن کی نہیں، جنھوں نے عمدہ لباس سے اپنے آپ کو آراستہ کیا، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ گئے اور اُس کے عذاب و عتاب سے ڈر گئے۔ عید اُن کی نہیں، جنھوں نے بہت زیادہ خوشیاں منائیں، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جنھوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اُس پر قائم رہے۔ عید اُن کی نہیں، جنھوں نے بڑی بڑی دیگیں چڑھائیں اور دسترخوان آراستہ کیے، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جنھوں نے نیک بننے کی کوشش کی اور سعادت حاصل کی۔ عید اُن کی نہیں، جو دنیاوی زیب وزینت اور آرائش وزیبائش کے ساتھ گھر سے نکلے، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جنھوں نے تقویٰ، پرہیزگاری اور خوفِ خدا اختیار کیا۔ عید اُن کی نہیں، جنھوں نے اپنے گھروں میں چراغاں کیا، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جو دوزخ کے پُل سے گزر گئے۔"

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے کہ "عید اُن کی نہیں، جنھوں نے عمدہ لباس سے اپنے آپ کو آراستہ کیا، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ گئے اور اُس کے عذاب وعتاب سے ڈر گئے۔ عید اُن کی نہیں، جنھوں نے بہت زیادہ خوشیاں منائیں، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جنھوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اُس پر قائم رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عید کی مبارک باد دینے کے لیے آنے والوں سے فرمایا "''عید تو اُن کی ہے، جو عذابِ آخرت اور مرنے کے بعد کی سزا سے نجات پاچکے ہیں۔"

اِسی طرح ایک دفعہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے دَورِ خلافت میں لوگ عید کے روز آپؓ کے پاس آئے، تو دیکھا کہ وہ گھر کا دروازہ بند کیے زاروقطار رو رہے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا" امیرالمومنین! آج تو عید کا دن ہے اور آپؓ رو رہے ہیں؟

حضرت عمرؓ نے جواب دیا "لوگو! یہ دن عید کا بھی ہے اور وعید کا بھی۔ آج جس کے نماز، روزے اور دیگر عبادات قبول ہوگئیں، بلاشبہ اُس کی آج عید ہے اور جس کی عبادات قبول نہیں ہوئیں، اُس کے لیے وعید کا دن۔ مَیں اس خوف سے رو رہا ہوں کہ نہیں معلوم میری عبادات قبول ہوئیں یا اُنہیں رَد کردیا گیا۔"

عید کے اس پُرمسرّت موقعے پر ہمارا ایک کام یہ بھی ہونا چاہیے کہ آس پڑوس اور رشتے داروں پر نظر دوڑائیں کہ کہیں اُن میں سے کوئی ایسا تو نہیں، جو اپنی غربت اور تنگ دستی کے سبب عید کی خوشیوں میں شامل ہونے سے محروم ہے۔ اگر ایسا ہے، تو یقین جانیے، ہم خواہ کتنے ہی اچھے کپڑے پہن لیں، طویل دسترخوان سجالیں، عیدیاں بانٹتے پھریں، ہماری عید پھر بھی پھیکی ہی رہے گی، بلکہ ایسی عید، عید کہلانے کے قابل ہی نہیں، جس میں دیگر افراد شامل نہ ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو زمانۂ خلافت میں لوگ عید کی مبارک باد دینے گئے، تو دیکھا کہ امیرالمومنین خشک روٹی کے ٹکڑے تناول فرمارہے ہیں۔ کسی نے کہا" آج تو عید کا دن ہے؟" یہ سُن کر آپؓ نے ایک سرد آہ بھری اور فرمایا "جب دنیا میں ایسے بہت سے لوگ موجود ہوں، جنھیں یہ ٹکڑے بھی میسّر نہیں، تو ہمیں عید منانے کا حق کیوں کر حاصل ہے؟'

' روایت ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نمازِ عید سے فارغ ہوکر واپس تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں آپؐ کی نظر ایک بچّے پر پڑی، جو میدان کے ایک کونے میں بیٹھا رو رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور پیار سے اُس کے سَر پر دستِ شفقت رکھا، پھر پوچھا "کیوں رو رہے ہو؟

"بچّے نے کہا "میرا باپ مرچُکا ہے، ماں نے دوسری شادی کرلی ہے، سوتیلے باپ نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے، میرے پاس کھانے کو کوئی چیز ہے، نہ پہننے کو کپڑا۔" یتیموں کے ملجا ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، فرمایا کہ "اگر میں تمہارا باپ، عائشہؓ تمہاری ماں اور فاطمہؓ تمہاری بہن ہو، تو خوش ہوجاؤ گے؟"

کہنے لگا "یارسول اللہ ﷺ! اس پر مَیں کیسے راضی نہیں ہوسکتا۔" حضورِ اکرم ﷺ بچّے کو گھر لے گئے۔ (بعض روایات میں یہ واقعہ کچھ اور الفاظ میں بھی بیان کیا گیا ہے)

حضرت معروف کرخیؒ اکابر صوفیاء میں شامل ہیں، ایک عید پر نخلستان میں گری کھجوریں چُن رہے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا "ایسا کیوں کر رہے ہیں؟" تو فرمایا "مَیں نے ایک لڑکے کو روتے دیکھا، تو اُس سے پوچھا "تم کیوں رو رہے ہو؟" لڑکا بولا "مَیں یتیم ہوں۔ یہ لڑکے اخروٹوں سے کھیل رہے ہیں اور میرے پاس اتنے پیسے نہیں کہ اخروٹ خرید کر اُن کے ساتھ کھیل سکوں۔" اس لیے مَیں کھجوریں چُن رہا ہوں تاکہ اُنہیں فروخت کرکے اُس یتیم بچّے کو اخروٹ لے دوں۔" (احیاء العلوم)

عیدالفطر انعام حاصل کرنے اور رحمت الٰہی کا نظارہ کرنے کا دن ہے

عید فطر، ماہ مبارک رمضان کے بعد انعام حاصل کرنے اور رحمت الٰہی کا نظارہ کرنے کا دن ہے، بحمد اللہ ہم نے رمضان کا مہینہ جو صوم وصلاۃ کا مہینہ تھا، خیر و عافیت سے گزار دیا اور خداوند متعال نے دعا و مناجات اور ذکر و عبادت کے ساتھ ہم لوگوں کو روزے کی ادائیگی اور اللہ تعالی کے سامنے توسل اور خضوع وخشوع کی توفیق عطا کی۔ آج وہ دن ہے جب ان شاء اللہ خداوند متعال ہم لوگوں کو جزا عنایت کرے گا۔ شاید خداوند متعال کی ایک سب سے بڑی جزا یہ ہو کہ وہ ہم سب کو اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ہم اگلے ماہ رمضان تک رحمت الٰہی کے وسیلے کو اپنے لیے محفوظ رکھ سکیں۔ ماہ مبارک رمضان کے درس پر پورے سال کاربند رہیں، یہ ہوگی خداوند عالم کی ایک سب سے بڑی جزا کہ جس نے ہم سب کو اس طرح کی توفیق عطا کی۔ ہمیں خداوند عالم سے رحمت، رضا، دعا اور اعمال کی قبولیت، عفو اور عافیت کی دعا کرنی چاہیے کہ درحقیقت یہی حقیقی عید ہوگی۔

عید سعید فطر، معنوی اور بین الاقوامی تقریب:

شاید عید سعید فطر کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہو کہ یہ ایک معنوی اور بین الاقوامی تقریب ہے۔ اس بین الاقوامی تہوار کا بڑا ہی نمایاں اور خصوصی معنوی پہلو ہے۔ عید فطر کی نماز کے قنوت میں ہم پڑھتے ہیں کہ:

اسئلك بحقّ هذا اليوم الذی جعلته للمسلمين عيداً و لمحمّد صلّی الله عليه و آله ذخراً و شرفاً و كرامةً و مزيداً، تمام مسلمانوں کی عید، اسلام اور پیغمبر اسلام کے لیے باعث شرف، اسلام کا وقار اور پوری تاریخ میں کبھی نہ ختم ہونے والا ذخیرہ ہے۔ اس نظریے سے عید سعید فطر کو دیکھنا چاہیے۔ آج ہماری عظیم مسلمان قوم کو اس ذخیرے کی ضرورت ہے۔ اس ذخیرے میں سے مسلمانوں کو دو چیزوں سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے، اول باہمی اتحاد اور قربت اور دوسرے عالم اسلام میں معنویت پر توجہ۔ عالم اسلام میں کمال اور ترقی تک پہنچانے والے ان دونوں عناصر کے سلسلے میں بے توجہی پائی جاتی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے عید فطر کے دن لوگوں کے سامنے ایک خطبہ دیا اور اس خطبے میں یوں بیان فرمایا ہے کہ: اے لوگو! یہ وہ دن ہے جس میں نیک کام کرنے والوں کو اپنی نیکیوں کا ثواب ملے گا اور جن لوگوں نے ماہ رمضان میں برائیاں کی ہیں، وہ گھاٹا اٹھائیں گے اور محروم رہیں گے۔

عید یعنی سال کا وہ دن جو خوشی اور مسرت کا باعث ہو، کون سی چیز امت مسلمہ کے لیے خوشی کا باعث ہے؟ اسلامی اہداف سے قریب ہونا۔

مسلمان انسان ماہ رمضان کے بعد عید فطر کے دن طہارت اور پاکیزگی کے میدان میں ہوتا ہے: عید فطر کا دن، طہارت و پاکیزگی کا دن ہے۔ ممکن ہے کہ یہ پاکیزگی اس وجہ سے ہو کہ آپ نے ایک مہینے تک روزے رکھے ہیں، کوششیں کی ہیں اور اپنے آپ کو برائیوں سے پاک کیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے علاوہ اس وجہ سے بھی ہو کہ اس دن میدان عبادت میں حاضر ہوکر آپ نے اجتماعی عبادت میں حصہ لیا ہے، بہرحال بات یہ ہے کہ مسلمان انسان ماہ رمضان کے بعد عید فطر کے دن طہارت اور تزکیے کے میدان میں ہوتا ہے۔ عید فطر کا دن وہ دن ہے جب مسلمان، ماہ مبارک رمضان کے اہم تعمیری اور تربیتی امتحان سے گزر کر گویا پروردگار عالم کے حضور میں حساب کتاب کے لیے بیٹھتے ہیں اور اپنے ماہ رمضان کے اعمال کو اپنے پروردگار کے حضور پیش کرتے ہیں۔ عید فطر کی شب وروز کی دعاؤں میں اس مفہوم کی جانب اشارہ کیا گیا ہے:

ماہ مبارک رمضان کو خدا کی جانب سے قبول کیے جانے کے لیے پیش کرتے ہیں۔ عید فطر کی مبارکباد، ماہ مبارک رمضان کو کامیابی سے گزارنے کی تہنیت کے معنی میں ہے۔

عید سعید فطر دنیا کے ایک ارب مسلمان آبادی کے جشن وسرور کا دن ہے۔ عید فطر کے دن کو، جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی روایت میں آیا ہے، قیامت کے دن یعنی روز جزا سے تشبیہ دی گئی ہے۔

عید فطر کا دن، عبادت کی عید ہے، مغفرت کی عید ہے، اس مؤمن مسلمان کے لیے ریاضت اور جدوجہد کے ایک مختصر وقفے کے خاتمے کی عید ہے کہ جو اپنی اس ریاضت اور جدوجہد سے، تہذیب نفس اور اپنے اندر نیک جذبات اور محرکات کی تعمیر وتقویت کے لیے استفادہ کرنا چاہتا ہے اور سال بھر اور پوری عمر اس سے فائدہ اٹھانے کا خواہشمند ہے۔

عید کے معنی اور تاریخی اہمیت

لفظ عید عود سے بنا ہے۔ جس کے معنی لوٹنا اور بار بار آنے کے ہیں چونکہ یہ پرمسرت دن ہر بار لوٹ کر آتا ہے اور خوشیوں اور محبتوں کا پیام لیکر آتا ہے اس لیے یہ دن عید کا دن کہلاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

ترجمہ: حضرت عیسیٰ بن مریم نے عرض کیا کہ اے اللہ ہم سب کو پالنے والے ہم پرخوان اتار آسمان سے کہ وہ دن ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لیے عید بنے اور ہوجائے ایک نشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہمیں اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ سورہ مائدہ آیت 114

اس آیہ مبارکہ میں عید سے مراد مسرت وانبساط کا دن ہے۔ جب آفتاب رسالت نے ریگستان عرب کے دشت وجبل کو منور کیا اور ذرہ ذرہ توحید کے نور سے جگمگا اٹھا تو اس کے کچھ عرصے بعد ہی ہجرت کا واقعہ پیش آیا اور امام الانبیاء مدینہ منورہ تشریف لے آئے یہاں پر آپ نے دیکھا کہ اہل مدینہ دو تہوار مناتے ہیں۔ جن میں وہ کھیل کود کیا کرتے ہیں۔ حضور اکرم (ص) نے فرمایا کہ ان دنوں کی حقیقت کیا ہے اور ان کا کیا تاریخی پس منظر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ:

ہم ان دنوں کو مدت قدیم سے بس اسی طرح مناتے چلے آرہے ہیں اس پر رسول خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلے ان سے بہتر دو دن تمہارے لیے مقرر کردیے ہیں۔ یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ گویا یہ مبارک روز سعید یکم شوال 2 ہجری سے منایا جارہا ہے۔ یہ ہجرت مبارکہ تاریخ اسلام کا وہ تاریخ ساز اہم اور انقلاب انگیز موڑ ہے، جس سے اسلامی تاریخ اور سن ہجری کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ سن 2 ہجری میں غزوہ بدر کی فتح ونصرت کے بعد تاجدار دو جہاں نے قدسیوں کے جھرمٹ میں تکبیر وتہلیل کی دل آویز صداؤں کی گونج میں شہر مدینہ سے باہر عیدگاہ میدان میں جا کر نماز ادا کی۔

عیدالفطر روزے داروں کے لیے انعام وعطا کا سالانہ تہوار ہے۔ جو رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال کو مذہبی جوش وخروش کیساتھ منایا جاتا ہے۔

عیدالفطر کو روزے داروں کے لیے مسرت ورحمت کا پیامبر بنا دیا گیا ہے اور اسے رمضان المبارک میں کی گئی عبادت وریاضت، اطاعت وبندگی، تسبیح وتہلیل، حمد وثناء، درود وسلام اور سحر وافطار کے اجر وثواب انعام واکرام کیساتھ نزول قرآن کی برکتوں اور عظمتوں سے عبارت کیا گیا ہے۔

ان خوش قسمت اور با مراد لوگوں کے لیے جنھوں نے رمضان المبارک کی پرنور ساعتوں سے جی بھر کر فائدہ اٹھایا، جنھوں نے ان لمحات کو غنیمت جانا اور دل کے ویران اور تنگ وتاریک گوشوں کو عرفان و ایقان کی کرنوں سے منور کیا۔ جن کی جبینوں میں سجدے مچلتے رہے۔ جنھوں نے رات اپنے پہلوؤں کو بستروں سے جدا رکھا اور معبود کا قرب پانے کے لیے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے بے قرار اور بے چین رہے۔ جنھوں نے اپنے دلوں کو لمحہ بھر کے لیے یاد الٰہی اور زبان کو ذکر الٰہی سے غافل نہ ہونے دیا۔ جن کی آنکھوں سے ندامت اور پشیمانی کے آنسو سیل رواں بن کر بہتے رہے۔ جنھوں نے قرآن مجید کے نور سے اپنی روح کے مہیب اندھیروں کو اجالا بخشا، جنھوں نے اذان و اقامت کی روح پرور صداؤں سے اپنے خیالات اور تخیلات کو پاکیزگی بخشی۔ جنھوں نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ جو رمضان المبارک کا پہلا عشرہ شروع ہوتے ہی اس کی بارگاہ میں اشکوں کے چراغوں سے اجالا کر کے ہاتھ اٹھا اٹھا کر اس کی رحمت کو پکارنے لگے۔ پھر دوسرا عشرہ آیا تو مغفرت کی جستجو اور طلب میں سرگرداں ہوگئے۔ کبھی غفلتوں اور سرکشیوں کے سمندر میں ڈولتی ہوئی اپنی کشتی حیات کو دیکھتے تو کبھی اس کے بے پایاں کرم کی وسعتوں کو دیکھتے اور اس باران رحمت کو دیکھتے جو سب کو یکساں سیراب کرتی ہے۔ پھر تیسرا عشرہ آتے ہی جہنم سے آزادی کا پروانہ لینے کے لیے ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے اور جب رمضان المبارک لیل ونہار کی ان مقدس ساعتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر رخصت ہوجاتا ہے تو رب العزت کے یہ بندے اس کے محبوب کی سنت کو ادا کرتے ہوئے نماز عید کے لیے جمع ہوجاتے ہیں۔ پھر اس دن رب العالمین اپنے فرشتوں میں نماز عید کے اجتماعات میں موجود بندوں پر فخر فرماتا ہے اور اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اس مزدور کا کیا بدلہ ہے۔ جس نے اپنا کام پورا کر دیا فرشتے کہتے ہیں پروردگار اس کا بدلہ یہ ہے کہ اسے پوری مزدوری دی جائے۔ پھر خداوند فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں میں انہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا نہ کروں گا۔ میرے بندو لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔

مسرت اور لذت کا حصول انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ انسان ابتدا ہی سے خوشیوں کا متلاشی رہا ہے۔ کچھ خوشیاں انفرادی ہوتی ہیں جن میں صرف فرد اور اس سے تعلق رکھنے والے چند اشخاص شریک ہوتے ہیں اور کچھ خوشیاں اجتماعی ہوتی ہیں جن میں کسی مذہب یا علاقے سے وابستہ افراد من حیث القوم شریک ہوتے ہیں۔ خوشی کی ایسی تقریبات کے ایام جس میں کسی قوم کے افراد اجتماعی طور پر شریک ہوں اور انہیں مذہبی وثقافتی حیثیت سے اپنا لیں، اس قوم کا تہوار قرار پاتے ہیں۔ تاریخ کے ابواب قدیم قوموں کے ایسے تہواروں کے ذکر سے خالی نہیں۔

تہوار مختلف قوموں کی تہذیب و معاشرت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ ہر قوم اپنے معتقدات اور رسوم و رواج کے مطابق اپنے تہوار مناتی ہے۔ بعض قوموں کے تہوار ظاہری آرائش وزیبائش اور مال ودولت کی نمائش سے عبارت ہوتے ہیں اور کچھ قوموں کے تہوار قومی قوت وشوکت اور قومی استقلال واستحکام کا اظہار کرتے ہیں۔

فطر کے معنی کسی کام کو ازسرنو یا پہلی بار کرنے کے ہیں:
رات بھر کی نیند اور سکون وآرام کے بعد انسان صبح کو اٹھ کر جس مختصر خوراک سے اپنے دن کا آغاز کرتا ہے اسے فطور کہتے ہیں۔ اسی طرح ماہ صیام میں سحری سے غروب آفتاب تک بن کھائے پیے رہنے کے بعد روزہ پورا کر کے روزہ دار کی بھوک مٹانے اور پیاس بجھانے کو افطار کہا جاتا ہے۔ مہینے بھر کے روزوں کا فریضہ مسلمان سرانجام دینے کی خوشی میں یکم شوال المکرم کو حسب حیثیت عمدہ ولذیذ کھانے اور میٹھے پکوان پکاتے ہیں اور اسلامی برادری کے ان افراد کو بھی صدقۃ الفطر ادا کر کے اچھے کھانے پکانے کے قابل بناتے اور اپنی خوشیوں میں شریک کرتے ہیں جو اپنی ناداری وافلاس کے باعث اچھے کھانے پکانے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ تیس روزوں کے بعد حسب معمول کھانے پینے کا ازسرنو آغاز کرنے اور صدقۃ الفطر کی ادائیگی کی بنا پر اس عید کو عیدالفطر کہتے ہیں۔

عید کی رسومات اور مستحبات

عمومی طور پر عید کی رسموں میں مسلمانوں کا آپس میں عید مبارک کہنا اور گرم جوشی سے ایک دوسرے سے نہ صرف ملنا بلکہ آپس میں مرد حضرات کا مردوں سے بغل گیر ہونا، رشتہ داروں اور دوستوں کی آؤ بھگت کرنا شامل ہیں۔ علاوہ ازیں بڑے بوڑھے بچے اور جوان نت نئے کپڑے زیب تن کرتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں، ایک دوسرے کی دعوت کرتے ہیں، مختلف قسم کے کھانے پکائے جاتے ہیں اور جگہ جگہ میلے منعقد ہوتے ہیں، جن میں اکثر مقامی زبان اور علاقائی ثقافت کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے۔

خصوصی طور پر مسلمان صبح سویرے سورج نکلنے سے پہلے بیدار ہوتے ہیں اور نماز فجر ادا کرتے ہیں پھر دن چڑھے نماز عید سے پہلے کچھ میٹھا یا پھر کھجوریں کھاتے ہیں جو سنت رسول خدا ﷺ ہے۔ اور اس دن روزہ کے نہ ہونے کی علامت ہے۔ مسلمانوں کی ایسے مواقع پر اچھے یا نئے لباس زیب تن کرنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے جبکہ نئے اور عمدہ لباس پہن کر مسلمان اجتماعی طور پر عید کی نماز ادا کرنے کے لیے مساجد، عیدگاہوں اور کھلے میدانوں میں جاتے ہیں۔ نماز عیدالفطر میں آتے اور جاتے ہوئے آہستہ آواز سے تکبیریں (اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ إلا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد) کہنا اور راستہ تبدیل کرنا سنت ہے۔ عید کے روز غسل کرنا، خوشبو استعمال کرنا، اور اچھا لباس پہننا سنت ہے۔ عیدالفطر کے روز روزہ رکھنا حرام ہے۔

عید کی نماز کا وقت سورج کے ایک نیزہ کے برابر بلند ہونے سے ضحوہ کبریٰ تک ہے۔ ضحوہ کبریٰ کا صبح صادق سے غروب آفتاب تک کے کل وقت کا نصف پورا ہونے پر آغاز ہوتا ہے۔ ہر نماز کے ادا کرنے سے پہلے اذان کا دیا جانا اور اقامت کہنا ضروری ہے مگر عید کی نماز کو اذان اور اقامت سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے، جبکہ اس نماز کی صرف دو رکعات ہوتی ہیں، پہلی رکعت میں ثناء کے بعد اور دوسری رکعت میں قرآت سورہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر تین تین زائد تکبیریں مسنون ہیں۔ عیدالفطر کی نماز کے موقع پر خطبہ عید کے علاوہ بنی نوع انسانیت کی بھلائی اور عالم اسلام کے لیے خصوصی دعائیں کی جاتی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ سے کوتاہیوں اور گناہوں کی معافی مانگی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اسکی مدد اور رحمت مانگی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں خطبہ عید میں عیدالفطر سے متعلق مذہبی ذمہ داریوں کی تلقین کی جاتی ہے جیسے: فطرانہ کی ادائیگی وغیرہ۔ اسکے بعد دعا کے اختتام پر اکثر لوگ اپنے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے مسلمان بھائیوں کو عید مبارک کہتا ہوا بغل گیر ہوجاتا ہے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد لوگ اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور جان پہچان کے تمام لوگوں کیطرف ملاقات کی غرض سے جاتے ہیں جبکہ کچھ لوگ زیارت القبور کی خاطر قبرستان کی طرف جاتے ہیں۔

شوال یعنی عید کا چاند نظر آتے ہی رمضان المبارک کا مہینہ اپنے اختتام کو پہنچتا ہے جبکہ ہر ایک مسلمان کی زبان سے بے اختیار اللہ کی عظمت کی اور شان کے الفاظ جاری ہوجاتے ہیں، یعنی آہستہ آواز سے تکبیریں کہی جاتی ہے: یعنی، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد، تکبیر کہنے کا یہ سلسلہ نماز عید ادا کرنے تک چلتا ہے۔ عید کی نماز ادا کرنے سے پہلے ہر صاحب استطاعت مسلمان مرد وعورت پر صدقہ فطر یا فطرانہ ادا کرنا واجب ہے جو ماہ رمضان سے متعلق ہے۔ مندرجہ ذیل چند باتیں بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہیں:

صدقہ فطرانہ: صدقہ فطر واجب ہے۔ صدقہ فطر نمازِ عید سے پہلے ادا کرنا چاہیے ورنہ عام صدقہ شمار ہوگا۔ صدقہ فطر ہر صاحب نصاب مسلمان مرد، عورت، آزاد، عاقل، بالغ پر واجب ہے۔ صدقہ فطر ادا کرنے کا وقت آخری روزہ افطار کرنے کے بعد شروع ہوتا ہے، لیکن نماز عید سے پہلے تک ادا کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ اسکی مقدار مندرجہ بالا اجناس کی نسبت سے ہے البتہ ان کے علاوہ اس کے برابر قیمت نقدی کی شکل میں بھی ادا کی جا سکتی ہے جس کا تعین مقامی طور کیا جاتا ہے اور زیادہ تر مدارس میں ادا کر دیا جاتا ہے یا پھر مقامی ضرورت مندوں، غربا اور مساکین، بیوگان میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

SINCE : 2001 INFUSING POSITIVE VALUES
TAMIR E-SIASAT
تعمیر سیاست
www.tameerurdudaily.com
दैनिक तामीर, बीड

عید الفطر کا پیغام
موجودہ حالات کے تناظر میں

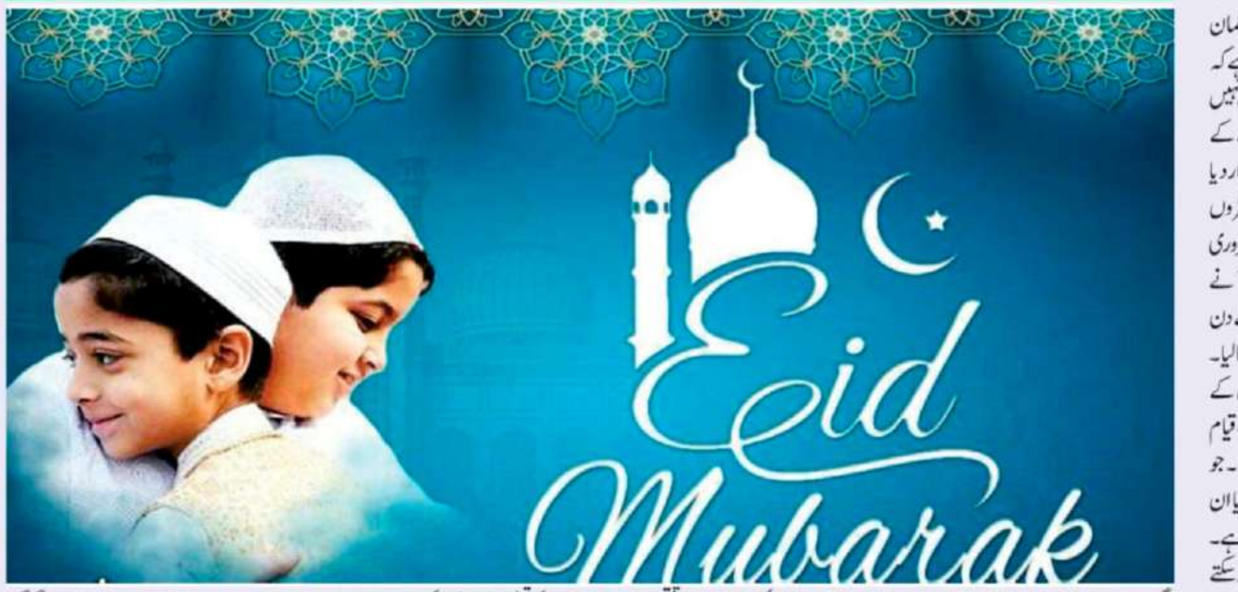

ڈاکٹر سید اسلام الدین مجاہد (حیدرآباد)

□□□

آج دنیا کے مختلف ممالک میں مسلمان عیدالفطر منا رہے ہیں۔ یہ عید دراصل اللہ تعالیٰ کے حضور ہدیہ تشکر ہے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں رمضان کے فیوض و برکات سے کما حقہ استفادہ کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ خوش نصیب ہیں خدا کے وہ بندے جو ماہ رمضان کے تقاضوں کی تکمیل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے مستحق قرار پائے۔ عیدالفطر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے اعلان کا دن ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو ہر حال میں عید منانے کا حکم دیا ہے۔ حالات چاہے مسلمانوں کے موافق رہے ہوں یا ناموافق دونوں صورتوں میں عید چودہ سو سال سے منائی جاتی رہی ہے۔ موجودہ حالات عالمی سطح سے لے کر ملکی سطح پر مسلمانوں کے لئے خوشگوار نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود اہل ایمان ساری دنیا میں عید کی خوشیاں منا رہے ہیں۔ یہ اس لئے کہ عید میں خوشی منانا سنت نبویؐ ہے اور اسی سنت پر مسلمان عمل کر رہے ہیں۔ اسلام نے عید کا جو فلسفہ پیش کیا ہے اس میں کئی راز پنہاں ہیں۔ عید کا دن فخر و مباہات کے اظہار کا دن نہیں ہے۔ عید کسی رسم کو ادا کرنے کا بھی نام نہیں ہے۔ عید کا دن دراصل شکر نعمت کے ساتھ معاشرہ کے تمام افراد کو عید کی خوشیوں میں شامل کرنے کا دن ہے۔ اسی لئے نماز عید الفطر سے پہلے" صدقہ فطر" کو ادا کرنے کی تاکید کی گئی تا کہ ہر فرد اور ہر خاندان عید کی خوشیاں منا سکے۔ عید الفطر کے دن کو" یوم الجائزۃ" بھی قرار دیا گیا۔ خوشی کے اس موقع پر بھی بندوں کو اپنے اعمال کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے آپ کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کا موقع اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ عید کی خوشی میں سرشار ہو کر کوئی انسان رقص و سرور کی محفلیں سجائے تو یہ انتہائی معیوب عمل تصور کیا جائے گا۔ اسلام نے عید منانے کا ایک ضابطہ مقرر کیا ہے۔ مسلمانوں کی عیدیں تہذیب و شائستگی کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ اس میں انسانی برادری سے خلوص اور محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ نماز عید کے ذریعہ اخوت اسلامی کا شاندار مظاہرہ ہوتا ہے۔ امیر و غریب، کالے و گورے، پڑھے لکھے اور ان پڑھ کی کسی تمیز کے بغیر سارے مسلمان شانہ بہ شانہ کھڑے ہو کر نماز عید ادا کرتے ہیں۔ امت واحدہ کا جو تصور اسلام نے پیش کیا اس کی جیتی جاگتی تصویر دنیا نماز عید کے موقع پر دیکھتی ہے۔ اجتماعیت کا یہ زبردست مظاہرہ امت مسلمہ کا شعار بن جائے تو دنیا کے ہر چیلنج کا مسلمان مقابلہ کر سکتے ہیں۔ عید کا فلسفہ یہ بھی ہے کہ اس میں کسی رسمی تکلفات کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ عید کے موقع پر بیجا اسراف کرنے کے بجائے عید کو سادگی سے منانا پسندیدہ قرار دیا گیا۔ مسرت اور خوشی کا اظہار شاندار کپڑوں کے پہننے یا ذائقہ دار کھانوں سے کرنا ضروری نہیں ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانیؒ نے فرمایا کہ عید اس کی نہیں ہے جو عید کے دن نئے کپڑے پہن لیا اور بہترین کھانے کھا لیا۔ عید دراصل اس کی ہے جس نے رمضان کے روزے رکھے، قرآن مجید کی تلاوت کی، قیام الیل کا اہتمام کیا اور پھر عید کی نماز ادا کی۔ جو لوگ یہ اہتمام نہیں کرتے آپؐ نے فرمایا ان کے لئے عید کا دن" وعید" کا دن ہے۔ مسلمانوں میں ایسے ہزاروں افراد ہو سکتے ہیں جنہوں نے صحت و تندرستی کے باوجود روزے نہیں رکھے، نمازوں کا اہتمام نہیں کیا اور نہ رمضان میں قرآن کی تلاوت کی۔ لیکن عید آتے ہی اس کی تیاریاں شروع کردیں اور بڑے جوش و خروش کے ساتھ عید بھی منالی۔ عید کی سچی خوشیاں منانے کے لئے اپنے رب کی خوشنودی کا حصول ضروری ہے۔ یہ موقع رمضان کے ذریعہ امت مسلمہ کو دیا گیا کہ وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

اس سال مسلمان جن سنگین اور نامساعد حالات میں عید الفطر منا رہے ہیں اس کا اندازہ ہر صاحب شعور مسلمان کو ہے۔ ہر روز طلوع ہونے والا سورج مسلمانوں کے لئے ایک نئی آزمائش لے کر نمودار ہو رہا ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر کے رکھ دی گئی ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ساری باطل طاقتیں متحد ہوگئی ہیں۔ اس وقت سامراجیت، صیہونیت اور فسطائیت کے درمیان جو گٹھ جوڑ ہوا ہے یہ دراصل مسلمانوں کے لئے وارننگ ہے کہ یا تو ہمارے مطیع و فرمانبردار ہوجاؤ یا پھر ہم تم کو صفحۂ ہستی سے مٹادیں گے۔

دنیا کی ظالم صیہونی طاقتیں فلسطینیوں کے خلاف جو ظالمانہ کارستانیاں کرتی رہیں ہیں اب ایران میں بھی یہی گھناؤنا کھیل یہی مثلث انجام دے رہا ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ فلسطین، فلسطینیوں کا ہے۔ لیکن غاصب اسرائیل 1948 سے وہاں اپنا ناجائز قبضہ جمائے ہوئے ہے۔ اب تو وہ گریٹر اسرائیل کا خواب سجا کر پورے مشرق وسطی کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے۔ امریکہ کی پشت پناہی میں اسرائیل ایک ایسا طاقتور ملک بن چکا ہے کہ 57 عرب ممالک اپنے پاس سب کچھ رکھتے ہوئے اسرائیل کو سبق سکھانے کے جرأت نہیں کر سکے۔ 8 اکتوبر 2023 سے اسرائیل نے غزہ میں قتل وخون کا جو بازار گرم کیا ہے وہ اس کی بربریت کی بدترین مثال ہے۔ اکیسویں صدی میں فلسطینیوں کی نسل کشی کا جو سلسلہ جاری ہے اسے دنیا دیکھتے ہوئے بھی خاموش ہے۔ اسرائیل کے اس رقص ابلیس نے ایک لاکھ سے زائد بے قصور فلسطینیوں کی جانیں لے لی ہیں۔ غزہ کا پورا علاقہ ایک قبرستان بن چکا ہے۔ غزہ میں بکھری ہوئی لاشیں، تڑپتے ہوئے زخمی فلسطینی اور بھوک سے بلکتے ہوئے بچوں کی تصویریں دیکھ کر بھی انسانی ضمیر نہ جاگے تو کیا یہ کہنا غلط ہوگا کہ آج کے انسانوں کا ضمیر مر چکا ہے۔ انسانیت کے مجرم اسرائیل کے وزیر اعظم نیتن یاہو کے یہ جرائم ناقابل معافی ہیں۔ لیکن کوئی اس کو سزا دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ آج عید الفطر کے موقع پر غزہ کے فلسطینی خاندان زیر آسمان عید منانے پر مجبور ہیں۔ ان کے لئے رہنے کے لئے گھر، بچوں کی تعلیم کے لئے اسکول اور مریضوں کے علاج کے لئے دواخانے بھی غزہ میں میسر نہیں ہیں۔ برسوں سے انہیں ایک کھلی جیل میں رکھا گیا اور اب ان کی نسل کشی کر کے اسرائیل اور امریکہ غزہ کی بازآبادکاری کے نام پر یہودی بستیوں کو وہاں بسانے کا ناپاک منصوبہ رکھتے ہیں۔ عید الفطر کا یہ یادگار دن امت مسلمہ کو یاد دلاتا ہے کہ یہ امت آفاقی امت ہے۔ دنیا کے کسی حصہ میں مسلمان ظالموں سے برسر پیکار ہوں تو ان کی تائید و حمایت کرنا ان کے ایمان کا تقاضا ہے۔

فلسطینی زمین کے خطہ کے لئے اسرائیل اور امریکہ سے نبرد آزما نہیں ہیں۔ وہ مسلمانوں کے قبلہ اول کی بازیابی کے لئے جد وجہد کر رہے ہیں۔ بیت المقدس کو صیہونیت کے خونین پنجوں سے آزاد کرانے کے لئے فلسطینی شہید ہو رہے ہیں۔ اس کا احساس اور ادراک ہر مسلمان کو ہونا چاہیے۔ عید الفطر کے دن مسلمان نماز عید کے بعد رب کے حضور گڑگڑا کر فلسطینیوں کے حق میں دعا تو کر سکتے ہیں۔

امریکہ اور اسرائیل نے اب مسلمانوں کے خلاف ایک دوسرا محاذ کھول دیا ہے۔ ایران پر ان دو ممالک نے جو جنگ مسلط کر دی ہے یہ محض ایران کے خلاف جارحانہ کاروائی نہیں ہے بلکہ یہ راست عالم اسلام پر حملہ ہے۔ ایران گزشتہ کئی دہائیوں سے امریکہ اور اسرائیل کے خلاف مزاحمت کرتا آرہا ہے۔ 1979 کے ایرانی انقلاب کے بعد سے ہی امریکہ نے یہ خطرہ محسوس کیا کہ مستقبل میں ایران ایک طاقت بن کر ابھرے گا۔ اسی انجانے خوف نے امریکہ کو ایران کے خلاف اُکسانے کا کام کیا۔ ایران پر معاشی تحدیدات عائد کر دی گئی۔ عراق کو ایران کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا گیا۔ اور اب جوہری پروگرام کو روکنے کے نام پر ایران پر مسلسل جارحانہ حملے کئے جا رہے ہیں۔

ہندوستان میں بھی عید الفطر ایسے وقت منائی جا رہی ہے جہاں وطن عزیز میں مسلمانوں کے لئے حالات سازگار نہیں ہیں۔ رمضان کے مقدس مہینہ میں بھی شرپسندوں کی جانب سے مسلمانوں کو ہراساں و پریشان کرنے کے بدبختانہ واقعات سامنے آئے۔ عوامی مقامات پر نماز پڑھنے والوں کے خلاف پولیس نے قانونی کاروائی کر دی۔ پونے میں ایک تالاب کے کنارے افطار کرنے والے مسلمانوں پر ہندو شدت پسندوں نے حملہ کر کے انہیں زدوکوب کیا۔ عید اور تہوار کے موقع پر فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دینے کے بجائے مذہبی بنیادوں پر فرقہ وارانہ کشیدگی کو بڑھاوا دے کر فرقہ پرست قوتیں ملک کے سماجی تانے بانے کو توڑنے کی کوشش کرتی ہیں۔ رمضان میں جہاں مسلمان عبادتوں اور ریاضتوں میں مصروف رہتے ہیں اس طرح پریشان کرنا ملک کی تہذیبی روایات کے خلاف ہے۔ ہندوستان صدیوں سے مختلف مذاہب کا گہوارا رہا ہے۔ یہاں عید اور تہوار کے موقع پر بھائی چارہ کی فضاء دیکھتی جاتی ہے۔ جب سے ملک میں فرقہ پرستی کی جڑیں مضبوط ہوئی ہیں خوشی کے موقع پر ٹکراؤ اور تصادم پیدا کرنے کی کوشش ان طاقتوں کی جانب سے مسلسل ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کو عید الفطر کے موقع پر ان شرپسند عناصر کی حرکتوں سے بھی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

یہ عناصر کسی بھی چھوٹے واقعہ کو فرقہ ورانہ رنگ دے دیتے ہیں۔ دہلی میں ہولی کے موقع پر ہوئے ایک قتل کے واقعہ کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کی املاک کو لوٹ لیا گیا اور پولیس خاموش تماشائی بنی رہی۔ تلنگانہ میں بھی بانسواڑہ میں ایک شاپنگ مال میں ہوئی بحث وتکرار کو فرقہ وارانہ فساد میں تبدیل کر دیا گیا۔ یہاں بھی مسلمانوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ ان کی دکانات کو جلایا گیا اور پھر پولیس کئی بے قصور مسلمانوں پر بیجا مقدمات دائر کر کے گرفتار کرلی۔ ان حالات کے پیش نظر مسلمانوں کو بھی اپنی جرأت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے دینی بصیرت کے ساتھ اپنا لائحہ عمل طے کرنا ہوگا۔

عید الفطر کا یہ دن ہمیں اپنے محاسبہ کی بھی دعوت دیتا ہے۔ عید محض کسی رسم کی ادائیگی کا نام نہیں ہے۔ عید کا دن ایک دوسرے کے دلوں کو جوڑنے کا دن ہے۔ ایک ایسے وقت جب کہ دشمن ہمارے خلاف گھات لگائے بیٹھا ہے، مسلمان اگر آپس میں ہی الجھتے رہیں تو اس سے باطل طاقتوں کو اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کا موقع ملے گا۔ مسلمانوں کی یہ بدقسمتی ہے کہ وہ حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے بھی آپس میں متحد ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ فرقہ واری اور مسلکی جکڑ بندیوں کا شکار مسلمان قرآن کی اس آیت پر غور نہیں کرتے کہ" انما المومنون اخوۃ " (سورہ الحجرات)اسلامی اخوت کا ایک بنیادی اصول یہی ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ عید کی خوشی کے موقع پر جہاں مسلمان ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں اپنے دلوں کو بھی جوڑنے کی کوشش کریں۔ یہی وہ نکتہ ہے جہاں سے مسلمانوں کی سربلندی اور کامیابی کے راز کھلتے ہیں۔ مسلمانوں کے آپسی انتشار سے ہی باطل طاقتیں فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کی تباہی کے درپہ ہیں۔ آج ایران پر کئے گئے حملے کو بعض حلقے شیعہ۔ سنی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی ایسے مسلمان موجود ہیں جو آر ایس ایس کے اشاروں پر مسلم تنظیموں پر پابندی لگانے کی باتیں کرتے ہیں۔ یہ تنگ نظری اور مذہبی عصبیت نے ہی مسلمانوں کی یہ دگرگوں حالت کردی ہے۔ کاش ! مسلمان عید سعید کے موقع پر موجودہ حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے اپنے حال اور مستقبل کو تابناک بنانے کا عزم کریں۔ اپنے اندر وہ جذبہ صادق پیدا کریں جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں تھا۔ ورنہ علامہ اقبالؒ کے الفاظ میں یہی کہنا پڑے گا کہ:

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے : وہ دل، وہ آرزو باقی نہیں ہے : نماز و روزہ و قربانی و حج : یہ سب باقی ہیں، تو باقی نہیں ہے !

□□□

کن لوگوں کی عید واقعی عید ہے؟

تحریر: محمد فداء المصطفیٰ قادری
دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی کیرلا

□□□

امید قوی ہے کہ آپ سب حضرات خیر و عافیت کے ساتھ ہوں گے۔ ہم سب اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ عید کے بابرکت اور مسرت بھرے لمحات نہایت قریب آ چکے ہیں، گویا چند گھڑیاں، چند لمحے بلکہ شاید ایک دن ہی باقی رہ گیا ہے۔ ایسے نازک اور اہم موقع پر دل یہ چاہتا ہے کہ کچھ باتیں آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی جائیں، تا کہ ہم سب نہ صرف عید کی تیاری کریں بلکہ اپنے اعمال، اپنی نیتوں اور اپنی عبادتوں کا بھی گہرائی کے ساتھ جائزہ لے سکیں اور یہ سمجھ سکیں کہ عید کی اصل خوشی کن لوگوں کے لیے ہے۔

سب سے پہلی اور نہایت اہم بات یہ ہے کہ آخر عید منانے کا حق

دار کون ہے؟ کون لوگ ہیں جن کی عید واقعی عید ہوتی ہے اور کن لوگوں کے لیے یہ صرف ایک رسم یا ظاہری خوشی بن کر رہ جاتی ہے؟ اگر ہم انصاف کے ساتھ اپنے دل سے پوچھیں تو جواب بالکل واضح ہے کہ عید انہی لوگوں کی ہے جنہوں نے رمضان المبارک کے مقدس اور بابرکت ایام کو صحیح معنوں میں اللہ کی رضا کے لیے گزارا ہو۔ وہ خوش نصیب لوگ جنہوں نے خلوص دل کے ساتھ روزے رکھے، شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی کی، پانچ وقت کی نماز کو وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کیا، باجماعت نماز کا اہتمام کیا، تراویح کو تسلسل کے ساتھ ادا کیا اور ایک بھی رکعت کو ہلکا نہیں سمجھا، اور جنہوں نے آخری عشرے میں اعتکاف کی سعادت حاصل کر کے خود کو اللہ کی عبادت میں مشغول رکھا یقیناً یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے عید ایک حقیقی خوشی اور انعام کی صورت رکھتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ وہ حضرات جنہوں نے رمضان کے پورے مہینے میں اپنے نفس کو قابو میں رکھا، گناہوں سے بچنے کی کوشش کی، اپنی خواہشات کو اللہ کے حکم کے آگے جھکا دیا، اور اللہ و رسول کی اطاعت میں پورے اخلاص کے ساتھ عبادت کرتے رہے، قرآن مقدس کی تلاوت کو اپنا معمول بنایا، اپنی زبان، اپنی نگاہ اور اپنے دل کی حفاظت کی دراصل یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں امید کی جا سکتی ہے کہ ان کے اعمال بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوئے ہوں گے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ عید اسی قبولیت کا ایک ظاہری اظہار ہے، گویا عید انعام ہے اُن عبادتوں کا جو رمضان میں کی گئیں۔ یعنی جن کے روزے قبول ہوئے، جن کی نمازیں قبول ہوئیں، جن کی تراویح اللہ کے ہاں مقبول ٹھہری، جن کا اعتکاف خالص اللہ کی رضا کے لیے تھا اور قبول ہوا، اور جنہوں نے پورا رمضان شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے گزارا۔ اصل میں عید منانے کا حق انہی لوگوں کو ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے چہروں پر عید کی خوشی حقیقی معنوں میں سجتی ہے، کیونکہ ان کے دل مطمئن ہوتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے حکم کو بجالانے کی کوشش کی۔ ہمارے معاشرے کا ایک نہایت افسوسناک اور قابل غور پہلو یہ بھی ہے کہ دین کو ہم نے سنجیدگی کے بجائے رسم و رواج تک محدود کر دیا ہے۔ عبادت کا اصل مقصد، اس کی روح اور اس کی حقیقت کہیں پیچھے رہ گئی ہے، جبکہ ظاہری نمائش اور وقتی جذبات نے اس کی جگہ لے لی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان اپنی اصل ذمہ داریوں سے غافل ہو کر صرف وہ چیزیں اختیار کر لیتا ہے جو آسان ہوں، جن میں محنت کم ہو اور دکھاوا زیادہ ہو۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اندر جھانکیں اور یہ دیکھیں کہ ہماری ترجیحات کیا ہیں؟ کیا ہم واقعی اللہ کی رضا کے لیے جیتے ہیں یا پھر ہم نے دین کو بھی اپنی سہولت کے مطابق ڈھال لیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ جب انسان اپنے نفس کی پیروی کرنے لگتا ہے تو پھر وہ آہستہ آہستہ صحیح اور غلط میں فرق کھو دیتا ہے۔ اسے وہی چیز اچھی لگتی ہے جو اس کے مزاج کے مطابق ہو، چاہے وہ دینی اعتبار سے کتنی ہی کمزور کیوں نہ ہو۔ اسی لیے ہر انسان کو چاہیے کہ وہ وقت نکال کر خاموشی کے ساتھ اپنے دل سے سوال کرے کہ اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ وہ کس راستے پر چل رہا ہے؟ اس کے دن اور رات کن کاموں میں گزر رہے ہیں؟ کیا اس کے اعمال اسے اللہ کے قریب کر رہے ہیں یا اس سے دور لے جا رہے ہیں؟ یہ سوالات بظاہر سادہ ہیں لیکن اگر انسان ایمانداری کے ساتھ ان پر غور کرے تو اس کی پوری زندگی کا رخ بدل سکتا ہے۔ یہ دنیا ایک عارضی ٹھکانہ ہے، یہاں کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ نہ دولت ساتھ جائے گی، نہ شہرت، نہ عہدہ اور نہ ہی کوئی رشتہ۔ انسان کے ساتھ اگر کچھ جائے گا تو وہ اس کے اعمال ہوں گے۔ اسی لیے سمجھدار وہی ہے جو اپنی آخرت کی تیاری کرے، اپنے ہر قدم کو سوچ سمجھ کر اٹھائے اور یہ خیال رکھے کہ اسے ایک دن اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ ہمیں یہ بھی سمجھنا ہوگا کہ اصلاح صرف اپنی ذات تک محدود نہیں ہونی چاہیے بلکہ اپنے گھر، اپنے بچوں اور اپنے اردگرد کے ماحول تک بھی اس کا اثر پہنچانا چاہیے۔ ایک اچھا انسان وہی ہے جو نہ صرف خود سیدھے راستے پر چلے بلکہ دوسروں کے لیے بھی آسانی اور بھلائی کا ذریعہ بنے۔ اپنے گھر میں اچھا ماحول قائم کرنا، بچوں کو دین کی صحیح تعلیم دینا، اور معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنا یہ سب ہماری ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ مزید یہ کہ انسان کو اپنی زبان، اپنے رویے اور اپنے معاملات پر خاص توجہ دینی چاہیے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عبادتیں تو کی جاتی ہیں لیکن اخلاق درست نہیں ہوتے، جس کی وجہ سے انسان دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث بن جاتا ہے۔ یاد رکھیں، نرم مزاجی، سچائی، امانت داری اور حسن سلوک وہ صفات ہیں جو انسان کو حقیقی کامیابی کی طرف لے جاتی ہیں۔ اس کے برعکس جھوٹ، دھوکہ، حسد، بغض اور تکبر انسان کے اعمال کو برباد کر دیتے ہیں اور اسے اندر سے کھوکھلا بنا دیتے ہیں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، نہ یہ معلوم ہے کہ کب اور کہاں اس کا اختتام ہو جائے۔ اسی لیے دانشمندی اسی میں ہے کہ انسان ہر حال میں خود کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا رہے، اپنے گناہوں پر ندامت محسوس کرے اور بار بار اللہ کی طرف رجوع کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے، وہ اپنے بندے کی ایک سچی توبہ کو بھی قبول فرمالیتا ہے، بشرطیکہ دل میں اخلاص ہو اور ارادہ پختہ ہو۔ آخر میں یہی عرض ہے کہ ہم سب کو چاہیے کہ اپنی زندگی کو سنوارنے کی فکر کریں، اپنے اندر عاجزی پیدا کریں، اور ہر حال میں اللہ کی رضا کو مقدم رکھیں۔ یہی راستہ کامیابی کا ہے، یہی سکون کا ذریعہ ہے اور یہی وہ راستہ ہے جو انسان کو دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ، نیک عمل اور اخلاص نیت عطا فرمائے۔

عید الفطر کا دن اور اسلامی شریعت کا تقاضہ

سرفراز احمد قاسمی

عیدالفطر کا دن اسلامی تاریخ میں خوشی و مسرت کا دن ہے یہ در حقیقت انعام خداوندی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے روزوں کے اختتام پر معین فرمایا ہے حدیث شریف میں ہے کہ عیدالفطر کی رات کو آسمانوں میں لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات سے جانا جاتا ہے اور ایک تفصیلی روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں اور جگہوں میں بھیج دیتے ہیں پھر وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں راستوں اور چوک چوراہوں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو انسان اور جنات کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے پکارتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس رب کریم کی بارگاہ میں چلو، جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے بڑے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے معبود اور ہمارے مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی پوری پوری مزدوری دیدی جائے حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! میرے جلال کی قسم! میری عزت کی قسم! آج کے دن اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال کرو گے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا اور ان کو راز میں رکھوں گا میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! تمہیں مجرموں، کافروں کے سامنے رسوا اور ذلیل نہیں کروں گا بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ تم نے مجھے راضی کر دیا، میں تم سے راضی ہو گیا یہ انعام خداوندی ان خوش نصیب مسلمانوں کے لیے ہے، جنہوں نے رمضان کے معاملات کو پورا کیا ہو اس ماہ میں اپنے رب سے خصوصی لگاؤ اور تعلق پیدا کیا ہو طبیعت کو نیکیوں کا خوگر بنایا ہو قرآن مقدس سے اپنا رشتہ مضبوط کیا ہو تمام گناہوں پر توبہ استغفار کیا ہو رات میں اپنے گرم بستروں اور میٹھی نیندوں کو چھوڑ کر اپنے رب کو منانے کا سامان کیا ہو خوف خدا اور خشیت الٰہی کے گرم آنسوؤں سے اپنے رخساروں کو تر کیا ہو حقیقت میں عیدالفطر کی خوشی و مسرت انہی لوگوں کا حصہ ہے عید سعید کی یہ خوشیاں ان لوگوں کو ہرگز زیب نہیں دیتی جنہوں نے رمضان المبارک کے احترام کو پامال کیا ہو خواہش نفس کے غلام بنے رہے ہوں، جھوٹ، غیبت اور چغلی وغیرہ میں کوئی کمی نہ آئی ہو اور اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لیے چند آنسو تک نہ بہا سکے ہوں ایسے لوگوں کے لیے حقیقت میں یہ دن پیغام خوشی و مسرت نہیں بلکہ ان کے لیے تازیانہ عبرت ہے آج ہمیں عید سعید کی پر مسرت ساعتیں حاصل ہو رہی ہیں آج کا دن ہمیں یہ پیغام دے رہا ہے کہ ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ عید سعید کی حقیقی مسرتیں ہمیں حاصل ہو رہی ہیں یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ ہمارے لیے لائق شکر ہے اور قابل مبارکباد ہے لیکن اگر جواب نفی میں ہے تو یہ ہمارے لیے حسرت و افسوس کا مقام ہے کہ آج جب کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بخشش و انعام کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے وہ کون سی رکاوٹ اور کون سا جادو ہے جو ہمیں فکر آخرت اور خدا کے سامنے جوابدہی سے غافل بنائے ہوئے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ غفلت و کوتاہی اور خواہش نفس کی اسیری دائمی راحت و سکون کی تباہی و بربادی کا پیش خیمہ بن جائے اس لیے آج اس مبارک موقع پر خدا کی بارگاہ میں سر نیاز خم کر کے خواہش نفس سے آزادی خدا و رسول سے وابستگی قرآن مقدس سے تعلق احکام اسلام کو بروئے کار لانے کا پختہ عہد و پیمان کریں اللہ ہم سب کو عید کی حقیقی مسرت و شادمانی سے ہم کنار فرمائے۔

اسلامی تقریبات کی خصوصیت جو اسے دوسرے مذاہب اور قوموں کے تہواروں سے ممتاز و منفرد بناتی ہے یہ ہے کہ عام طور پر دنیا میں منائے جانے والے تہوار افراد و شخصیات سے منسوب ہوتے ہیں اور بہت سے تہوار انہی کی یادگار سمجھے جاتے ہیں یا کچھ ایسے تہوار ہوتے ہیں جو موسم اور وقت کی تبدیلی کا پتہ دیتے ہیں اس طرح کے تہواروں سے یا تو متعلقہ شخصیات وقتی طور پر ذہنوں میں زندہ ہو جاتی ہیں یا موسم اور وقت کی تبدیلی کے اظہار کے طور پر منائے جانے والے تہوار ایک جزوی تقریب کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ اگر وہ تہوار نہ بھی منائے جائیں تو موسم تو خود بخود بدلے گا وہ کسی تقریب یا تہوار کے بغیر بھی اپنی حیثیت کو منوالے گا اس کے برعکس اسلامی تقریبات میں بنیادی حیثیت صرف دو تہواروں کو حاصل ہے ایک عید الفطر کو اور دوسرے عید الاضحیٰ کو یہ دونوں عید حقیقتاً اسی اصل مقصد کی تجدید کے لئے ہے تا کہ یہ امت عبدیت و ایثار کے اس مقام پر فائز رہ سکے جو فی الحقیقت اسی کے لیے خاص ہے امت مسلمہ کو اطاعت و قربانی کے مثالی مظاہرے کے لیے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آخری کتاب اور آخری شریعت تاریخ انسانی کے اس آخری دور میں مبعوث کیا گیا ہے جسے صحیح معنی میں انسانی تعمیر و ترقی کے دور کا آغاز کہا جا سکتا ہے اسلئے تمام اسلامی عقائد و اعمال کو اسی کے پس منظر میں دیکھا جانا چاہیے ایسے موقع پر ہمیں یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ ان تہواروں کے موقع پر اسلامی شریعت ہم سے کیا تقاضا کرتی ہے چنانچہ عید الفطر فتوحات اسلامی کے باعث یا ایک قوم کے دوسرے قوم پر غلبہ پانے کی خوشی میں نہیں منائی جاتی یہ دراصل اپنے نفس پر فتح پانے اور صبر و ضبط کے ایک طویل مرحلے سے کامیابی کے ساتھ گزر جانے پر اظہار تشکر ہے اسی خوشی میں انسانی شکر و سپاس کے جذبات اور اجتماعی مسرت و انبساط کے احساسات کو عبادت کی شکل میں ڈھال دیا گیا ہے ایسی عبادت جو ایک طرف اخوت و مساوات کا عملی سبق ہے تو دوسری طرف عابد و معبود کے رشتے کا دل پذیر پہلو بھی ہے اسی کے ساتھ ساتھ انسانی فطرت کی رعایت سے ہر علاقے اور ہر ملک کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں رائج مناسب اور جائز رسمی خوشیوں کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے جو اپنے اثرات و نتائج کے اعتبار سے فرد کے لیے نشاط آفریں تو ہوں مگر خواب آور نہ ہوں جو انہیں مستی و مدہوشی کے اس عالم میں پہنچا دے جہاں تہذیب و متانت اور عقل و ہوش نام کی کوئی چیز نہ رہے اسلام مادی اور روحانی عوامل کے اس حسین امتزاج کا فکر و عقیدہ سے لے کر قول و فعل تک اہتمام کرتا ہے جو زندگی کو متوازن، معقول اور فرد و انسانی کے لیے لائق اختیار و قابل قبول بنا دے وہ جسم و روح کی بیک وقت پاکیزگی کی تلقین کرتا ہے اس لیے اس کی ہر تقریب باطن کی تطہیر اور ظاہر کی تزئین سے مرکب ہے۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ ایک مسلمان کی عید درحقیقت ان پانچ دنوں سے وابستہ ہے ایک وہ دن جب وہ گناہوں سے محفوظ رہے اور اس کا دل گناہوں سے داغدار نہ ہو دوسرا وہ دن جب سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو اور شیطانی لشکر اس پر اثر انداز نہ ہو تیسرا وہ دن جب وہ پل صراط سے بعافیت پار ہو جائے، چوتھا وہ دن جب وہ جہنم سے محفوظ ہو کر جنت میں داخل ہو اور پانچواں وہ دن جب وہ حق تعالیٰ کا دیدار اور اس کی رضا پالے بلاشبہ لقائے رب ایک بندہ مومن کی سب سے بڑی عید ہوگی پس یہ سمجھیے کہ عید مومن کی عبدیت کا مسلسل اطاعت خاص کا نام ہے۔

سعد ابن اوس انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باپ حضرت اوس انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو خدا کے فرشتے تمام راستوں کے نکڑ پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے مسلمانو رب کے پاس چلو جو بڑا کریم ہے اور جو نیکی و بھلائی کی باتیں بتاتا اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دیتا ہے پھر اس پر بہت زیادہ انعام دیتا ہے تمہیں اس کی طرف سے تراویح پڑھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے تراویح پڑھی تم کو دن میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے رکھے اور اپنے رب کی اطاعت گزاری کی تو اب چلو اپنا انعام لے لو اور جب لوگ عید کی نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو خدا کا ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے لوگو! تمہارے رب نے تمہاری بخشش فرما دی پس تم اپنے گھروں کو کامیاب و کامران لوٹ جاؤ، یہ عید کا دن انعام کا دن ہے اور اس دن کو فرشتوں کی دنیا میں یعنی آسمان پر انعام کا دن کہا جاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عید کے ایک موقع پر فرمایا اصل عید تو ان کی ہے جو عذاب آخرت سے چھٹکارا پا چکے ہوں، حضرت وہب ابن منبہ کو عید کے دن روتے ہوئے دیکھ کر کسی نے کہا (ہذا یوم السرور والزینہ) یہ تو خوشی اور زینت کا دن ہے وہب نے فرمایا بے شک یہ خوشی کا دن ہے لیکن اس شخص کے لیے جس کے روزے مقبول ہو گئے ہوں، حضرت شبلی کو عید کے دن نہایت پریشان حالت میں دیکھ کر لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا میں اس لیے پریشان ہوں کہ لوگ عید میں مشغول ہو کر وعید کو بھول گئے۔

زمانہ قدیم سے دنیا کی ہر قوم اور ہر مذہب میں یہ دستور چلا آرہا ہے کہ ان میں خاص دن ہوتا ہے جس دن وہ سب، بہتر سے بہتر خوراک، عمدہ سے عمدہ لباس استعمال کرتے ہیں اور پوری شان و شوکت کے ساتھ ایک دوسرے سے ملتے اور ملاقاتیں کرتے ہیں اپنا تیوہار اور اپنی عید مناتے ہیں اسلامی شریعت نے بھی انسانی فطرت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے متبعین کے لیے سال میں دو دن خوشی و مسرت کے لیے مقرر کیا ہے اسلام اپنے ماننے والوں کو رسم و رواج کا پابند بنانے کے بجائے خوشی کے اس عظیم موقع پر ایک معتدل اور متوازن طریقے کی رہنمائی کرتا ہے اور دو رکعت نماز واجب کر کے خوشی کے جذبات کے ساتھ معرفت خداوندی کے حصول اور نعمت خداوندی کے شکریہ کی بجا آوری کی طرف توجہ دلاتا ہے اسی طرح خوشی کے اس موقع پر شریعت اسلامیہ نے امت کے پسماندہ، غریب، محتاج، ضرورت مند لوگوں کی خبر گیری کرنے اور ہر مسلمان کو تکبر و گھمنڈ سے بچنے کی تلقین کرتا ہے آج عموماً لوگ اپنے تہواروں کے موقع پر غرور و تکبر اور معاصی کا اعلانیہ اظہار کرتے ہیں مگر مسلمان زمین و آسمان کی تمام طاقتوں کو ہیچ سمجھ کر اس خوشی کے موقع پر خدا کی عظمتوں کبریائی اور اسی کی طاقت و قوت کی آواز لگاتا ہے گھر سے نکلتے وقت بھی اور عیدگاہ جاتے ہوئے بھی حتی کہ بار بار نماز کے اندر بھی اللہ اکبر اللہ اکبر یعنی اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے لوگ ایسے موقع پر فخر کیا کرتے ہیں لیکن شیدائیان رسول اعلان کرتا ہے للہ الحمد تمام خوبیاں اور تمام تعریفیں صرف خدا کی ذات میں ہے لوگ اپنے تہواروں میں گردن اٹھا کر اور سینہ تان کر اکڑتے ہوئے پھرتے ہیں لیکن اسلام کے چاہنے والے گردن جھکائے نظریں نیچی کیے ہوئے کیا امیر کیا غریب کیا بادشاہ اور کیا غریب سب ایک ساتھ خدائے واحد کے سامنے سجدوں میں گر جاتے ہیں۔

عید الفطر کے عظیم موقع پر اس احساس کو اپنے اندر جگائے رکھیے کہ گناہ کا احساس، غلطی کا اعتراف اپنے لغزش پر ندامت اور اپنے رب کی طرف رجوع و انابت آئندہ نہ کرنے کا عزم کسی بندے کا حق مارا ہے تو اس کی تلافی کی فکر، یہی وہ چیزیں ہیں جن کے مجموعے کا نام توبہ ہے توبہ قوم و فرد کی زندگی اور ان کے شعوری بیداری کا کھلا ہوا ثبوت ہے اگر یہ نہ ہو تو سمجھا جائے گا کہ اس قوم یا فرد کے اندر نیک و بد کا امتیاز، صلاح و فساد کا فرق ختم ہو گیا اور رات و دن کی درمیانی لکیر مٹ گئی آپ توبہ کے اس احساس کو بہر حال اپنے اندر جگائے رکھیے۔

آج ہماری عید اور خوشی کا دن ضرور ہے لیکن حال یہ ہے کہ ہم محکوم و غلام اور مفلس و نادار ہیں دوسری قوموں کی نظر میں ذلیل و خوار ہیں دولت دین و دنیا سے تہی دست ہیں تو وہ اصل سچی اور حقیقی مسرت و خوشی سے ہم بلاشبہ محروم ہیں ایسے میں ہمیں خواب غفلت سے بیدار ہونے کی ضرورت ہے غور کیجیے مسلمانوں کے زوال سے نکلنے اور عروج حاصل کرنے کا راستہ کیا ہے؟ ہماری ترقی کا صحیح راستہ کون سا ہو سکتا ہے؟ ہمارا نام مسلمان ہے اور یہ نام کسی خاص نسل یا کسی خاص علاقے کے رہنے والوں کا نہیں بلکہ یہ اس جماعت کا نام ہے جس نے اسلام کے اصول و مقاصد کو اپنے لیے پسند کیا اور صرف خدائے وحدہ لاشریک لہ کی حکومت اور اس کے رسول کی اطاعت کو قبول کیا پس جس کی زندگی کا وہ مقصد ہو جو اسلام نے مسلمانوں کے لیے متعین کیا اور جس نے وہ اصول اختیار کرنا پسند نہیں کیا ہے جو اسلام نے اس کے لیے تجویز کیے ہیں تو ایسے لوگوں کا اسلام سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ آیئے اس کا فیصلہ کرنے کے لیے ذرا ہم اپنے حالات پر ایک نظر ڈالیں، ہم جب اپنے خیالات کا تجزیہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے کچھ نظریات اسلامی ہیں کچھ غیر اسلامی ہیں اعمال پر غور کرتے ہیں تو کچھ اسلامی اور کچھ غیر اسلامی، ہم نماز روزہ کر لیتے ہیں تو زکوۃ و حج غائب، ہم میں اگر عبادت ہے تو سخاوت نہیں شجاعت ہے تو صبر نہیں، ہمارا ظاہری اخلاق اچھا ہے تو باطن میں منافقت کی گندگی قلب کو پراگندہ کر رہی ہے، ہمارا نام مسلمان ہے لیکن ہماری صورتیں کافرانہ ہے کفر کا لیبل ہمارے سروں پر چسپاں ہے لیکن اسلامی علامت ہمارے چہروں سے غائب ہے، ہمارا لباس کچھ اسلامی ہے کچھ کافرانہ طرز زندگی کچھ اسلامی ہے کچھ غیر اسلامی غرض کہ ہماری زندگی کے ہر شعبے میں دو رنگ نمایاں ہے جس میں کچھ اثر اسلام کا ہے کچھ کفر کا مسلمانوں کا مقصد زندگی معلوم کرنے کے لیے اسلامی تعلیمات پر غور فرمایئے تو جواب یہی ملے گا کہ مسلمان کی زندگی کا آخری مقصد صرف خالق کائنات رب العالمین کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میری نماز و قربانی زندگی اور موت سب صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں یعنی میری تمام جد و جہد کا آخری مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہے یہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا مقصد تھا اور اسی نصب العین کی آپ نے مسلمانوں کو تعلیم دی ہے